اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمود، فاروق، فرزانہ اور

نام ، واقعات اور مقامات فرضی ، مماثلت اتفاق ہوگی

نام ناول : ——— عیّار
طابع : ——— اشتیاق احمد
کتابت : — محمد اشفاق زاہد
سرورق : ——— طاہر ایس ملک
قانونی مشیر ——— شمیم احمد ایڈووکیٹ
مطبع : ——— عظیم علیم پرنٹرز
قیمت : ——— دس روپے

حضرت ابو الشعثاءؒ سے روایت ہے :

ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا گیا ، ہم اپنے امیروں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے ان باتیں کرتے ہیں (ان کے خوش کرنے کو) جب وہاں سے باہر نکلتے ہیں تو اس کے خلاف کہتے ہیں (ان کی برائی بھی کرتے ہیں) انھوں نے کہا ، ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں اس کو نفاق سمجھتے تھے ۔

سُنن ابنِ ماجہ شریف ، جلد سوم
صفحہ نمبر ۲۶۴ ، حدیث نمبر ۸۶۸

○

حضور نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا :

- قبروں کو پُختہ کرنے سے۔
- قبروں پر کتبے لگانے سے۔
- قبروں پر عمارتیں بنانے سے۔
- قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے۔
- قبروں پر عُرس کرنے سے۔
- قبروں پر چراغاں کرنے سے۔
- قبروں پر عورتوں کے جانے سے۔
- قبروں کو بلند کرنے سے۔
- قبروں پر میلہ لگانے سے۔
- قبروں کو پوجنے سے۔

بحوالہ:
بُخاری — مُسلم — ترمذی — ابن ماجہ —
ابوداؤد — نسائی — موطا امام مالک — مشکوٰۃ

دو باتیں

السلام علیکم! ایک خط پڑھ لیں اور اس خط کو بھی اس ناداں کی دو باتیں مان لیں۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔ آمین:

محترم اشتیاق احمد صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی وساطت سے قارئین تک ایک اہم پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔ ماضی میں جب سے پاکستان وجود میں آیا؛ اب تک قادیانیوں نے فتنۂ ارتداد کا کہرام مچا رکھا ہے۔ خود قادیانی میڈیا یہ اعتراف کر چکا ہے کہ ۱۹۴۸ء سے اس وقت تک قریباً ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کو قادیانی بنایا گیا۔ یہ کیوں ہوا؟ — اور کیسے ہوا؟ — اس کی تفصیل یہاں بیان نہیں ہو سکتی۔ صرف اتنا عرض کر دوں کہ اس ملک پر وہ وقت بھی آیا جب صدر کے علاوہ

تمام حکومتی مشینری پر قادیانی قابض تھے ۔ سول تو سول
فوج بھی اس شر سے محفوظ نہ تھی ۔

اب موجودہ حالات بھی اس سے کچھ مختلف
نہیں اور اب تو یہ کہنا بھی کوئی نئی بات نہیں کہ
ملک عزیز کے حکمران پوری طرح قادیانی چال کا شکار
ہیں ۔ پوری امت مسلمہ کے لیے روح فرسا خبر یہ
ہے کہ یکم مئی ۱۹۹۳ء سے ڈش انٹینا کے
ذریعے پوری دنیا پر مرزا قادیانی کے خلیفہ چہارم مرزا
طاہر کے بیانات لندن سے روزانہ نشر کیے جائیں
گے ۔ کیا وہ اپنے بیانات میں مرزا قادیانی کی جھوٹی
نبوت کو سچا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرے گا؟
کیا وہ اپنے جھوٹے دلائل سے امتِ مسلمہ
کے ایمانوں پر ڈاکا نہیں ڈالے گا ۔؟ ضرور ۔۔
اس گہری سازش کا اور مقصد ہی کیا ہو سکتا ہے
ذرا غور تو کیجیے کہ ! ۔۔ ان بیانات کو سن کر
ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی جو اس فتنے کی
چالوں سے ناواقف ہیں کیا متاثر نہیں ہوں
گے ؟ ۔ ضرور ہوں گے اور ایک سنسنی خیز خبر تو
یہ بھی ہے کہ ملک پاکستان میں پانچ سو ڈش انٹینا

روزانہ نصب کیے جا رہے ہیں اور ۵ کروڑ روپے
کا ماہانہ انڈین فلموں کا کاروبار آپ کے ملک پاکستان
میں ہو رہا ہے ۔۔ کیا یہ ہمارے لیے مر مٹنے کا
مقام نہیں ؟ ۔۔ آخر ہماری غیرت کب جوش میں
آئے گی ۔۔۔ ہماری حمیت کب پھڑکے گی؟
ہم کب تک تماشائی بنے رہیں گے ؟ شاید آپ
سوچیں کہ میری ایک آواز سے کیا ہو جائے گا ۔
پہلے ہم متحد ہو جائیں پھر ہم آواز بلند کریں
گے ۔۔ نہیں بلکہ ہمیں تو اس بلبل سے سبق
سیکھنا ہے کہ جب ابراہیم خلیل اللہ کو آتشِ نمرود میں
پھینکا گیا تو ۔۔ وہ بلبل اپنی چونچ میں پانی کا
ایک ننھا سا قطرہ لے کر آتا ہے اور اسے
آگ میں پھینک دیتا ہے ۔ پھر تیزی سے اڑتا
ہوا جاتا ہے اور ایک قطرہ منہ میں لے کر
آتا ہے اور اس آگ پر پھینکتا ہے ۔ کسی نے
کہا کہ ۔۔ اے بلبل ۔۔ ! اتنے لمبے چوڑے پھیلاؤ
والی آگ پر تیرا ایک قطرہ تو گرنے سے پہلے
ہی سوکھ جاتا ہے ۔۔ آگ کا کیا بگاڑے گا ۔؟
اس بلبل نے جواب میں کہا ۔۔ مجھے آگ بجھنے یا نہ

بجھنے سے غرض نہیں ۔ مجھے تو حقِ یار ادا کرنا ہے۔
دل کی گہرائیوں سے سوچیے! کہ اب بھی اگر ہم
دنیا کی ہواؤں میں مست میٹھی نیند کے خراٹے لیتے
رہے تو —— ؟ —— اس گلشن کا کیا ہو گا

فقط

والسلام

حافظ عبید الرحمٰن ۔ مکان نمبر ۱۰۹۲
محلہ شعیب زئی ۔ نواں شہر ۔ ایبٹ آباد
ہزارہ

چھے ماہ پہلے

دعوت میں ایک لمبے قد کا آدمی سب سے الگ تھلگ نظر آ رہا تھا .... اس کے سر پر جو ہیٹ تھا .... اس کے کناروں پر ہیرے جگ مگ کر رہے تھے ۔ اس کی انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں .... جن میں ہیرے جڑے ہوئے تھے .... اس کے جسم پر لباس بھی بہت قیمتی تھا ۔ لوگوں کی نظریں بار بار اس پر پڑ رہی تھیں ، لیکن وہ کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا .... دور ایک طرف کھڑا کھانے پینے میں مصروف تھا ۔

" سردار صاحب ! آخر یہ کون ہے " ۔ ایک مہمان نے سردار لیاقت علی خان کے نزدیک ہوتے ہوئے کہا ۔

" کک .... کون ؟ " انھوں نے چونک کر کہا .... وہ اس دعوت کے میزبان تھے ۔

"وہ .... اس طرف کھڑا ہے .... لمبے قد کا آدمی ....
گورا چٹا .... بڑی بڑی آنکھوں والا اور تیلی سی ناک والا
نوجوان .... جس کی ٹھوڑی میں ایک گڑھا بھی ہے۔"

سردار لیاقت نے اس نوجوان کی طرف دیکھا اور
الجھن کے عالم میں بولے:

"لیکن بھئی .... میں تو اسے نہیں جانتا۔"

"کیا کہا .... آپ اسے نہیں جانتے۔"

"ہاں! زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"لیکن آپ کی دعوت میں تو کوئی بھی بغیر کارڈ کے
داخل نہیں ہو سکتا۔"

"ہاں! میرے وہ سب دوست جنھیں کارڈ بھیجے گئے
تھے .... دعوت میں موجود ہیں .... کوئی ایک دوست بھی ایسا
نہیں .... جو خود نہ آیا ہو اور اس کی جگہ پر کوئی اور
آ گیا ہو۔"

"یہ بات آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔"

"دروازے پر میرا نائب کھڑا ہے .... وہ سب دوستوں
کو شکل اور صورت کے ساتھ پہچانتا ہے .... اور پھر ہر
ایک کا کارڈ بھی دیکھا گیا تھا .... کیوں کہ کوئی غلط آدمی اگر
آ جائے تو کوئی بھی واردات ہو سکتی ہے۔"

"ہوں! تب پھر یہ حضرت کس طرح اندر آ گئے۔"

"پہلے تو ہم ذرا نائب صاحب سے پوچھ لیں۔"

دونوں دروازے پر آئے .... نائب کی ڈیوٹی وہیں
تھی ....

"کیوں خومی ...."

"یس سر ...."

"ہم نے کل کتنے مہمانوں کو کارڈ جاری کیے تھے۔"

"جی .... پورے چالیس کو۔"

"اور کیا چالیس کے چالیس مہمان آئے ہیں۔"

"بالکل سر۔" اس نے کہا۔

"ہر ایک کے پاس کارڈ بھی تھے۔"

"جی بالکل ...."

"اس کا مطلب ہے .... اندر کل چالیس آدمی آئے ہیں۔"

"جی بالکل۔"

"کوئی اکتالیسواں تو نہیں آیا۔"

"نہیں .... سر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"اچھی بات ہے .... جلدی سے مہمانوں کے پاس جاؤ اور
اور ان لوگوں کو غیر محسوس طور پر گن کر آؤ .... خیال رہے،
کوئی یہ محسوس نہ کرے کہ تم انھیں گن رہے ہو۔"

" لیکن سر! انھیں گننے کی کیا ضرورت ہے" خومی نے حیران ہو کر پوچھا۔

" تم جاؤ.... اور گن کر آؤ" انھوں نے سرد آواز میں کہا۔

" خومی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور گھبرا کر اندر چلا گیا.... وہ ان کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس وقت سردار صاحب غصّے میں تھے.... اور کوئی سوال کرنا بالکل غلط تھا....

اندر آکر اس نے جلدی جلدی تمام مہمانوں کو گنا اور واپس دروازے پر آ گیا۔

" ہاں خومی.... اندر کتنے آدمی ہیں"

" جی اکتالیس" اس نے گھبرا کر کہا۔

" اکتالیس.... لیکن ہم نے تو دعوت نامے چالیس آدمیوں کو بھیجے تھے.... اس میں داخل ہونے کا کوئی اور راستہ بھی نہیں ہے.... پھر آخر یہ کس طرح ہو گیا.... اکتالیسواں آدمی کس طرح آ گیا.... مسٹر خومی.... اس سوال کا جواب تمھیں دینا ہو گا...."

" اس میں کوئی شک نہیں سر.... دعوت نامہ چالیس آدمیوں کو بھیجا گیا تھا.... اور اندر بھی چالیس آدمی ہی آئے

ہیں.... لیکن اب اندر اکتالیس ہیں اور یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے.... بھلا میں اس سوال کا جواب کس طرح دے سکتا ہوں.... آپ اس اجنبی سے کیوں نہیں پوچھ لیتے"

" ہم اس سے بھی پوچھ لیتے ہیں.... لیکن.... تمھیں بھی جواب دینا ہو گا"

" آپ پہلے اس سے تو پوچھ لیں.... شاید اصل بات معلوم ہو جائے" خومی نے گھبرا کر کہا۔

" اچھی بات ہے.... تم بھی ساتھ آؤ"

" مل لیکن سر.... میں کس طرح آ سکتا ہوں.... میری ڈیوٹی تو آپ نے یہاں لگا رکھی ہے اور آپ کا حکم یہ ہے کہ جب تک دعوت ختم نہ ہو جائے میں دروازے پر ہی رہوں"

" ہوں! لیکن اب تمھیں میں خود حکم دے رہا ہوں.... چلو آؤ"

" اور اگر دروازے سے کوئی اور غیر متعلق آدمی اندر داخل ہو گیا"

" ہم دیکھ لیں گے.... اب اور کون آئے گا"

وہ اسے ساتھ لے کر اجنبی کے پاس آئے.... وہ اسی طرح کھانے پینے میں مصروف تھا۔ جیسے اس دنیا

میں اسے کھانے پینے کے سوا کوئی کام نہ ہو۔

"آپ کی تعریف: سردار صاحب نے نرم آواز میں کہا... اگرچہ انھیں سخت غصہ آ رہا تھا۔

"حیرت ہے.... آپ مجھ سے میری تعریف پوچھ رہے ہیں، جب کہ آپ خود میری تعریف کرتے نہیں تھکتے..... اور شاید اس لیے کہ اب میں نے مونچھیں رکھ لی ہیں اور چھوٹی سی ڈاڑھی بھی.... خیر میں آپ کو اپنی بغیر ڈاڑھی مونچھوں کی تصویر دکھائے دیتا ہوں: یہ کہہ کر اس نے گلے میں پہنے ہوئے لاکٹ میں ایک پن کو دبایا.... تو اس میں ایک واضح اور صاف ستھری تصویر نظر آئی۔

"ارے.... یہ کیا..... یہ تو میرے مرحوم دوست، جبار شاکر کی تصویر ہے: سردار صاحب چلا اٹھے:

"کیا.... آپ مجھے مرحوم کہہ رہے ہیں.... شرم نہیں آتی آپ کو: جبار شاکر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کیا چکر ہے.... یہ شخص تو اب ڈاڑھی اور مونچھوں کے ساتھ بھی مجھے جبار شاکر نظر آ رہا ہے:

"اوہو.... اچھا...: خومی نے مارے حیرت کے کہا۔

"ہاں! میرا دوست جبار شاکر چھ ماہ پہلے فوت ہو چکا ہے، یہ ضرور کوئی فراڈ ہے.... خومی.... تم فوراً انسپکٹر جمشید کو

فون کرو: انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"ضرور فون کریں... لیکن ایک بات سن لیں: جبار شاکر مسکرایا۔

"ہاں! کیا بات؟

"اگر انھوں نے بھی مجھے جبار شاکر مان لیا تو.... آپ کیا کریں گے؟

"وہ کوئی پاگل ہیں کہ ایک مرے ہوئے آدمی کو زندہ مان لیں:

"اچھی بات ہے.... آپ کریں انھیں فون:

خومی فون کی طرف گیا.... اس نے انسپکٹر جمشید کے نمبر ملائے اور پھر ریسیور ان کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو جمشید.... تمھارا دوست.... سردار لیاقت علی خان:

"میں جانتا ہوں.... آپ شکایت کریں گے کہ میں نے کیوں دعوت میں شریک ہونا منظور نہیں کیا؟

"ہاں.... میں یہ شکایت بعد میں کروں گا..... پہلے ایک اور مسئلہ ہے:

"اور وہ کیا...؟

"جبار شاکر کو تو جانتے ہوں گے: آپ کے دوست تھے.... شہر کے بہت بڑے جوہری....

چھے ماہ پہلے فوت ہو گئے تھے...."

"شکریہ! آج کی دعوت میں چالیس آدمیوں کو کارڈ بھیجے گئے تھے.... لیکن یہاں اکتالیس آدمی موجود ہیں.... اکتالیس وال آدمی خود کو جبار شاکر بتاتا ہے.... اس کے چہرے پر ڈاڑھی اور مونچھیں ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ جبار شاکر لگتا ہے۔"

"آپ نے اس کا کارڈ چیک کیا۔"

"نہیں۔"

"آپ کو اگر چالیس آدمیوں کو بلوانا تھا تو میں جانتا ہوں، کارڈ بھی چالیس چھپوائے گئے ہوں گے.... آپ یہ تو دیکھ لیں.... اس کے پاس کارڈ ہے یا نہیں...."

"تم معلوم کرو گے یا میں پھر فون کروں۔"

"میں فون پر ہی ہوں.... آپ کارڈ دیکھ کر بتائیں۔"

"اچھی بات ہے۔" انھوں نے کہا اور اجنبی کی طرف مڑے.....

"آپ اپنا کارڈ دکھائیں گے۔"

"ہاں! ضرور.... کیوں نہیں۔"

اس نے یہ کہا اور کوٹ کی جیب میں سے کارڈ نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا.... جونہی سردار لیاقت کی نظر

کارڈ پر پڑی.... وہ زور سے اچھلے.... ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ اس کے ہاتھ میں چھے ماہ پہلے کا کارڈ تھا.... چھے ماہ پہلے اس گھر میں انھوں نے اپنے دوستوں کو دعوت دی تھی۔ اس دعوت میں شاکر بھی شریک تھا.... اس کے تین دن بعد وہ فوت ہو گیا تھا.... لیکن اب اجنبی کے ہاتھ میں وہی کارڈ تھا.... بالکل اس قسم کے کارڈ سردار صاحب نے اب بھی بنوائے تھے.... خومی کو دھوکا کارڈ سے تو ہو سکتا تھا.... گنتی سے نہیں.... لہذا سردار صاحب نے کہا۔

"یہ کوئی کم عجیب بات نہیں ہے کہ تمھارے پاس چھے ماہ پرانا جبار شاکر کا کارڈ ہے.... لیکن سوال یہ ہے کہ تم اندر کس راستے سے داخل ہوئے...."

"صدر دروازے سے.... خومی کی آنکھوں کے سامنے سے...."

"اور خومی نے آپ کو روکا نہیں۔"

"نہیں کارڈ کی تاریخ کون دیکھتا ہے.... ایسے میں گننے کی غلطی اس سے ضرور ہوئی.... اس نے اکتالیس آدمی گنے پھر اس نے سوچا.... جب کارڈ چالیس بھیجے گئے ہیں تو اکتالیس آدمی کس طرح ہو سکتے ہیں.... صاف ظاہر ہے.... وہ گنتی

بھول گیا ہے.... یہ کہہ کر خومی نے خود کو مطمئن کر لیا.... کیوں مسٹر خومی .... یہی بات ہوئی تھی نا :

"ہاں بالکل ! اس نے گھبرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے.... لیکن تم جبار شاکر کس طرح ہو سکتے ہو.... جب کہ چھ ماہ پہلے اس کی موت واقع ہو چکی ہے :

"یہ آپ لوگوں کا خیال ہے.... میں آپ کے سامنے زندہ سلامت ہوں :

اب سردار صاحب فون کی طرف بڑھے.... جلدی جلدی انسپکٹر جمشید کو ساری بات بتائی.... انھوں نے حیرت کے عالم میں سنی اور آخر بولے :

"اچھی بات ہے.... میں آ رہا ہوں :

"شکریہ جمشید.... کیا ہم اسے روکے رکھیں.... میرا مطلب ہے.... اگر یہ جانے کی کوشش کرے تو جانے نہ دیں نا :

"یہ جانے کی کوشش نہیں کریں گے.... آپ فکر نہ کریں: انھوں نے کہا۔

ریسور رکھ کر انسپکٹر جمشید بیگم جمشید کی طرف بڑھے۔

"چھ ماہ پہلے مرنے والا ایک شخص جبار شاکر زندہ ہو گیا ہے.... میں ذرا اس سلسلے میں سردار لیاقت علی خان

کے ہاں جا رہا ہوں.... وہ تینوں آئیں تو انھیں گھر میں ٹھہرانا :

"اچھی بات ہے :

انھوں نے کہا.... اور دروازے کی طرف مڑے ہی تھے کہ گھنٹی بجی.... انھوں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا.... باہر ایک لمبے قد کا گورا چٹا آدمی کھڑا تھا.... اس کے چہرے پر مونچھیں اور چھوٹی سی داڑھی تھی....

"فرمائیے.... انسپکٹر جمشید بولے۔

"مجھے آپ سے کچھ کام ہے....:

"آپ بہت غلط وقت پر آئے.... مجھے اپنے دوست سردار لیاقت کے ہاں فوری طور پر جانا ہے۔ وہاں ایک عجیب و غریب معاملہ درپیش ہے.... کیا آپ پھر کسی وقت نہیں آ سکتے۔

"میرے پاس وقت بہت کم ہے.... اس نے کہا۔

"لیکن آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے.... تو آپ کو انتظار کرنا پڑے گا :

"ٹھیک ہے.... میں انتظار کرنا پسند کروں گا :

"آئیے : انھوں نے کہا اور پھر انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر بیگم کے پاس آئے.... انھیں ساری بات بتائی....

اشاروں میں یہ بھی بتایا کہ انھیں ہوشیار رہنا ہے۔

پھر جونہی وہ سردار لیاقت کی کوٹھی کے لان میں پہنچے اور جبار شاکر کی طرف اشارہ کیا گیا تو وہ بہت زور سے اچھلے۔

ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

عجیب بے ہوشی

انسپکٹر جمشید کو گئے ابھی چند منٹ ہوئے ہوں گے کہ ڈرائنگ روم میں ایک ہلکا سا دھماکا ہوا.... بیگم جمشید کے کان کھڑے ہو گئے.... وہ دبے پاؤں باورچی خانے سے نکلیں اور ڈرائنگ روم کے دروازے تک آئیں.... انھوں نے سر ذرا سا آگے کر کے اندر دیکھا.... ملاقاتی فرش پر چت پڑا نظر آیا.... اس کا جسم بالکل بے حس و حرکت تھا.... وہ گھبرا گئیں.... جلدی سے واپس پلٹیں اور فون کی طرف بڑھی ہی تھیں کہ دروازے کی گھنٹی بج اٹھی۔

ان کا چہرہ کھل اٹھا.... انداز محمود کا تھا.... تینوں اپنے ایک مشترکہ دوست کے گھر گئے ہوئے تھے.... اس نے بہت اصرار کیا تھا.... دراصل اس کی بہن فرزانہ کی سہیلی تھی، ادھر وہ خود ان دونوں کا.... اس طرح یہ دوستی اور بھی

گاڑی تھی .... وہ انکار نہیں کر سکے تھے۔
بیگم جمشید فوراً دروازے پر گئیں اور دروازہ کھول دیا ....

"آپ کچھ فکر مند ہیں امی جان" السلام علیکم کے بعد محمود نے فوراً کہا۔

"اندازہ درست ہے .... تمہارے ابا جان ڈرائنگ میں ایک ملاقاتی کو بٹھا کر سردار لیاقت علی خان کے ہاں گئے ہیں .... وہاں کوئی عجیب معاملہ پیش آیا ہے .... لیکن انھیں گئے ابھی چند منٹ ہوئے ہوں گے کہ ڈرائنگ روم میں ہلکا سا دھماکا ہوا .... میں نے دبے پاؤں جا کر دیکھا تو ملاقاتی فرش پر بے ہوش پڑا نظر آیا .... میں ڈاکٹر کو فون کرنے ہی والی تھی کہ تم نے گھنٹی بجا دی ....

"ابھی ڈاکٹر کو رہنے دیں .... پہلے ہم دیکھ لیں"

تینوں ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے .... ملاقاتی واقعی ساکت پڑا نظر آیا۔ محمود نے اس کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھا کر دیکھا .... پتلیوں میں کوئی حرکت نظر نہ آئی ....

"کیا خیال ہے" محمود نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک" فاروق بولا۔

"اور میں ملاقاتی کے بارے میں کہہ رہا ہوں .... کہ

ٹھیک ہے"

"ہو گا .... ہم کیا کریں .... سوال یہ ہے"

"ڈاکٹر کو تو بلانا ہو گا ....: فرزانہ بولی۔

آخر محمود نے ڈاکٹر فضلی کو فون کیا .... پھر باورچی خانے کی طرف آئے۔

"سردار لیاقت علی خان کی طرف کیا واقعہ پیش آیا ہے .... کچھ معلوم ہے آپ کو"

"ان کے ایک دوست جبار شاکر تھے .... ہیروں کے سب سے بڑے تاجر .... چھ ماہ پہلے فوت ہو گئے تھے .... لیکن اب وہ ان کے گھر دی جانے والی دعوت میں موجود ہیں .... یعنی وہاں ایک صاحب موجود ہیں .... وہ خود کو جبار شاکر بتاتے ہیں ...."

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"یہ تو عجیب بات ہو گئی" فرزانہ بڑبڑائی۔

"صرف عجیب نہیں .... قدرے غریب بھی ہو گئی" فاروق بولا۔

"ہوں .... اور ادھر .... ہمارے ملاقاتی صاحب کو کیا ہو گیا .... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہ بات تو خیر ڈاکٹر صاحب بتا دیں گے....:"

آخر دروازے کی گھنٹی بجی.... انھوں نے دیکھا تو ڈاکٹر صاحب آ گئے تھے۔

"السلام علیکم انکل"

"خیر تو ہے بھئی.... تم تینوں تو بالکل ٹھیک نظر آ رہے ہو.... تو پھر.... کیا انسپکٹر جمشید...." وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"وہ تو گھر میں ہیں ہی نہیں"

"تو کیا تمھاری امی کی طبیعت خراب ہے"

"جی نہیں.... ایک ملاقاتی کی.... وہ ہمارے گھر آ کر بے ہوش ہو گئے.... حالاں کہ اگر وہ بے ہوش ہو کر ہمارے گھر آتے تو بھی ہم کوئی اعتراض نہ کرتے" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا کہا.... بے ہوش ہو کر گھر آتے" ڈاکٹر صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کی باتوں پر نہ جائیں انکل.... اس کی تو عادت ہے.... آپ ذرا ملاقاتی کو دیکھ لیں"

وہ انھیں لیے ڈرائنگ روم میں آئے.... بے ہوش آدمی کا معائنہ کیا گیا... ایک انجکشن لگایا.... کچھ دیر انتظار کرنے

کے بعد دوسرا لگایا.... لیکن ملاقاتی نے پھر بھی آنکھیں نہ کھولیں....

"یہ تو کچھ عجیب سی بے ہوشی ہے"

"جی ہاں! اس بے ہوشی کے بارے میں یہ خیال تو ہم بھی ظاہر کر چکے ہیں" فرزانہ نے کہا۔

ایک بار پھر انھوں نے کوشش شروع کر دی.... آخر ملاقاتی نے آنکھیں کھول دیں۔

"مم.... میں کون ہوں" اس نے کہا۔

"آپ کون ہیں" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! میں کون ہوں"

"دد.... دیکھیے جناب.... یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم.... کہ آپ کون ہیں.... اتنا بتا سکتے ہیں کہ یہ گھر انسپکٹر جمشید کا ہے.... اور آپ ان سے ملنے کے لیے آئے تھے.... لیکن وہ اس وقت کہیں جا رہے تھے.... آپ نے انتظار کرنا پسند کیا.... کیوں کہ وہ جلد لوٹ کر آنے والے تھے.... لہذا آپ کو انھوں نے ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور خود چلے گئے.... اس کے صرف چند منٹ بعد آپ کے فرش پر گرنے کی آواز سنائی دی.... اور آپ بے ہوش ہو گئے.... اب ڈاکٹر صاحب کی کوششوں سے آپ آدھ گھنٹے

بعد ہوش میں آئے ہیں اور پوچھ رہے ہیں .... میں کون
ہوں .... آپ ہی بتائیے ہم کس طرح یہ بات بتا سکتے ہیں۔"
فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ہوں ! .... لیکن میں آخر کون ہوں .... مجھے کیوں کچھ
یاد نہیں آ رہا .... میں یہاں کیوں آیا تھا۔"

"ٹھہریے .... ہم ذرا آپ کی تلاشی لے لیں .... شاید
آپ کی جیبوں سے آپ کا شناختی کارڈ مل جائے اور ہم
آپ کو بتا سکیں کہ آپ کون ہیں۔"

"بہت بہتر۔" اس نے کہا۔

انھوں نے اس کی تلاشی لی .... لیکن نہ تو کوئی کارڈ
ملا .... نہ کوئی اور کاغذات، اس کی جیبوں میں سے کوئی چیز
بھی نہ نکلی ....

"یہ تو اور مشکل ہو گئی ...."

"اب کیا کریں۔ ابا جان کو فون کرتے ہیں۔"

"ہاں ! ٹھیک ہے۔"

اور پھر محمود نے سردار لیاقت کے گھر کے نمبر
ڈائل کیے .... لیکن سلسلہ نہ مل سکا ....

"شاید ان کا فون خراب ہے"

"یہ ایک اور الجھن آ پڑی۔" محمود نے منہ بنایا۔

"خیر کوئی بات نہیں .... وہ خود آنے والے ہیں .... انھیں
معلوم ہے .... گھر میں کسی کو بٹھا کر گئے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"میرے سر میں بہت درد ہے .... میں آرام کرنا چاہتا
ہوں۔" ملاقاتی نے کہا

انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ڈاکٹر
صاحب نے کہا۔

"ٹھیک ہے .... انھیں آرام کرنے دیں۔"

وہ باہر نکل آئے

"کیا یہ واقعی بے ہوش تھے ڈاکٹر انکل۔"

"ہاں اس میں تو کوئی شک نہیں .... یہ جھوٹ موٹ کی
بے ہوشی نہیں تھی۔"

"خیر .... دیکھتے ہیں .... کیا چکر ہے۔"

وہ صحن میں آ کر بیٹھ گئے ....

"اگر ان حضرت کو یہ یاد نہ آیا کہ یہ کون ہیں تو ہمارے
لیے الجھن پیدا ہو جائے گی۔"

"الجھن کیسی تھی .... صبح کے اخبارات میں ان کی تصویر شائع
کرا دیں گے .... ان کے عزیز خود یہاں پہنچ جائیں گے۔"

"ہوں ! .... لیکن اس طرح انھیں کل تک گھر میں تو رکھنا
پڑے گا۔"

"تو کیا ہوا.... ہمارے ہاں مہمان لوگ آتے جاتے ہی رہتے ہیں۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی.... انھوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... گھنٹی سے بے چینی ٹپکی تھی.... محمود اٹھ کر دروازے پر گیا:

"کون؟" اس نے کہا

"تھوڑی دیر پہلے یہاں ایک صاحب ملاقات کے لیے آئے تھے.... ہمیں ان سے کام ہے۔"

"لو.... مسئلہ حل ہو گیا" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

اور ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول دیا.... فوراً ہی تین غنڈے اندر گھس آئے.... ان کے ہاتھوں میں کلاشن کوفیں تھیں۔

"یہ کیا بھئی.... آپ لوگ انھیں کلاشن کوفین لیے کیوں ڈھونڈ رہے ہیں۔"

"اس لیے کہ اس کا نام و نشان ہمیں اس دنیا سے مٹانا ہے .... شکر ہے.... وہ ہمارے ہاتھ لگ گیا..... انعام ہم جیت گئے .... ہمارے دوسرے ساتھی اپنے سا منہ لے کر رہ جائیں گے۔"

"کیا مطلب.... کیا کچھ اور لوگ بھی ان کی تلاش میں

ہیں۔"

"جی نہیں.... مارے مارے پھر رہے ہیں.... باس نے دو لاکھ روپے کا انعام رکھا ہے .... اس کا سر لانے والے کے لیے۔"

"اوہ!.... تب تو واقعی معاملہ گڑبڑ ہے.... کیا یہ حضرت کسی جرائم پیشہ گروہ کے رکن ہیں۔"

"ہاں! باغی رکن۔" اس نے کہا.... پھر چونک کر بولا۔

"لیکن وہ ہے کہاں۔"

"آپ پریشان نہ ہوں.... یہیں ہیں.... لیکن اب ہم آپ کو ان تک نہیں جانے دیں گے.... اس لیے کہ وہ ہمارے گھر میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" تینوں نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ ہم آپ کو ان کی طرف بڑھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"اور تم روک کس طرح سکتے ہو.... کلاشنکوفیں نہیں دیکھ رہے ہمارے ہاتھوں میں۔"

"ہاں بے شک.... دیکھ رہے ہیں.... اس لیے کہ ہماری نظر کمزور نہیں ہے۔" فاروق نے کہا۔

"تب پھر.... تم کس طرح ہمیں روک سکو گے۔"

"بس کسی نہ کسی طرح تو روک ہی لیں گے .... بس تم ذرا یہ بتا دو .... تم لوگ کس گروہ کے رکن ہو؟"

"یہ تو ہم نہیں بتا سکتے۔"

"اچھا تو پھر .... جو تم بتا سکتے ہو .... وہ بتا دو۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"ہم صرف کلاشن کوف کی زبان میں باتیں کرنا پسند کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے ان تینوں کو زد پر لے لیا .... اور لگے ٹریگر دبانے۔

"ارے ارے .... بھئی .... کچھ تو خدا کا خوف کرو .... ایسی بھی کیا بے مروتی۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"بس ڈر گئے .... اچھا بتاؤ .... ہمارا شکار کون سے کمرے میں ہے؟"

"یہ تو خیر ہم نہیں بتا سکتے .... خود تلاش کر لو ....؟" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"ویسے ان صاحب کا نام کیا ہے .... یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ غلط جگہ آ گئے ہوں؟"

"اس کا نام ریاض ڈونگا ہے۔"

"واہ .... نام خوب ہے .... ویسے ریاض بونگا بھی ہوتا تو

بھی کیا فرق پڑ جاتا۔"

"اب ذرا اس کا حلیہ بتا دو .... کیونکہ ہمارے ملاقاتی نے ابھی تک اپنا نام بھی نہیں بتایا .... بلکہ وہ بے چارہ تو اپنی یادداشت تک بھول گیا ہے۔"

"کیا !!!"

وہ ایک ساتھ چلائے .... عین اس وقت ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور وہ ملاقاتی باہر آتا نظر آیا۔ تینوں اور بوکھلا گئے .... عین اس وقت وائرلیس پر اشارہ موصول ہوا۔

کیا!!!

" یہ .... یہ .... یہ کیا .... یہ کون ہے "
" یہی وہ شخص ہے .... جو خود کو جبار شاکر بتاتا ہے، اس میں شک نہیں کہ اس کی شکل صورت جبار شاکر جیسی ہے، لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے میک کر رکھا ہے.... مگر جمشید! تمھیں کس بات پر حیرت ہے "
" حیرت .... اور کوئی ایسی ویسی حیرت .... مجھے تو اس وقت بلا کی حیرت محسوس ہو رہی ہے .... اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا .... میں سوچ رہا ہوں .... شاید میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں "
" آخر بات کیا ہے .... کچھ ہمیں بھی تو پتا چلے "
" ذرا ٹھہریے .... پہلے اس سے دو دو باتیں کر لوں "
یہ کہہ کر وہ جبار شاکر کے پاس جا کر کھڑے ہو

گئے۔
" تو آپ جبار شاکر ہیں "
" ہاں! اس میں کیا شک ہے " یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مڑا اور پھر چونک کر بولا۔
" اوہ! آپ ہیں .... یعنی کہ انسپکٹر جمشید "
" میں یعنی کہ انسپکٹر جمشید نہیں ہوں .... صرف انسپکٹر جمشید ہوں " تو آپ مجھے پہچانتے ہیں "
" ہاں کیوں نہیں .... آپ تو بہت مشہور و معروف شخصیت ہیں "
" ہمارے ریکارڈ کے مطابق .... آپ چھے ماہ پہلے فوت ہو گئے تھے .... آپ کے پاس کارڈ بھی چھے ماہ پہلے کا ہے .... کیا .... اس چکر کی وضاحت کریں گے "
" یہ بات میرے لیے نئی اور انوکھی ہے .... کہ میں چھے ماہ پہلے فوت ہو گیا تھا .... جب کہ میں زندہ سلامت ہوں "
" اور ان حضرات نے آپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دفن ہوتے دیکھا ہے "
" وہ کوئی اور ہو گا "
" خیر .... اگر ہم یہ بات مان بھی لیں .. تو آپ چھے ماہ تک کہاں رہے .... اپنی چھے ماہ کی مصروفیات بتائیے "

"ہاں، اب آپ نے ڈھنگ کی بات کی ہے.... میں تو چھ ماہ تک.... ملک سے باہر رہا ہوں۔"

"تو کیا آپ کسی کو بتائے بغیر ملک سے باہر چلے گئے تھے.... یہاں تک کہ آپ کے گھر والوں کو بھی پتا نہیں تھا۔"

"یہی بات ہے۔" اس نے کہا۔

"لیکن یہ بات ہمارے حلق سے نہیں اتر رہی.... اس کی وضاحت کریں۔"

"چھ ماہ پہلے کی بات ہے.... مجھے سردار صاحب کی دعوت میں آنا تھا.... میں گھر سے روانہ ہوا.... راستے میں کھڑے ایک شخص نے مجھے کار روک لینے کا اشارہ کیا.... میں نے خیال کیا.... اسے لفٹ چاہیے.... مجھے کوئی جلدی نہیں تھی.... میں نے کار اس کے پاس روک لی.... اور اسے کار میں بٹھا لیا.... بس اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں.... غالباً میں فوری طور پر بے ہوش ہوگیا تھا۔"

"ارے!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"مجھے ہوش آیا تو میں ایک نامعلوم جگہ پر تھا.... مجھے بتایا گیا.... کہ میں اپنے ملک سے باہر ایک نامعلوم جگہ پر ہوں.... اور یہ کہ اب چھ ماہ مجھے وہیں گزارنا ہیں، وہ ایک بند عمارت تھی.... جو لوگ مجھ سے بات چیت کرتے

تھے، یا مجھے کھانے پینے کو دیتے تھے.... ان کے چہرے نقابوں میں چھپے ہوئے تھے.... مطلب یہ کہ میں ان میں سے کسی کو پہچان بھی نہیں سکتا۔"

"تو پھر.... آپ کو وہاں چھ ماہ رکھا گیا.... اس کے بعد؟"

"اس کے بعد مجھے وہاں سے نکال کر ایک ہوائی جہاز پر سوار کر دیا گیا، ٹکٹ میرا میرے حوالے کیا گیا.... اور بتایا گیا کہ مجھے واپس وطن بھیجا جا رہا ہے.... بہت خوش ہوا کہ اب اپنے گھر جانا نصیب ہو گا.... جہاز سے اتر کر گھر پہنچا.... لیکن انھوں نے مجھے جبار شاکر ماننے سے انکار کر دیا.... گھر میں داخل بھی نہ ہونے دیا.... کہنے لگے.... میں کوئی فراڈ ہوں.... اور یہ کہ ہمارے ڈیڈی تو چھ ماہ پہلے فوت ہو گئے تھے.... میں حیرت زدہ رہ گیا.... وہاں سے نکلا.... کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو یہ کارڈ ملا.... اچانک مجھے یاد آیا.... چھ ماہ پہلے گھر سے یہ کارڈ لے کر سردار لیاقت علی خاں کی دعوت میں شرکت کے لیے نکلا تھا.... میں نے سوچا.... چل کر سردار صاحب سے بات کرتا ہوں.... یہاں آیا تو یوں لگا جیسے میں نے کوئی خواب دیکھا ہے.... اور میں تو گھر سے نکل کر ابھی ابھی یہاں پہنچا ہوں.... درمیان میں مجھے

اغوا نہیں کیا گیا اور نہ میں چھ ماہ تک کسی اور ملک میں رہا ہوں .... کیوں کر کوٹھی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور مہمان لوگ کارڈ دکھا دکھا کر اندر جا رہے تھے .... کچھ نہ سمجھتے ہوئے میں نے بھی کارڈ دکھایا اور اندر داخل ہو گیا .... یہ ہے میری کل کہانی .... لیکن .... آپ بھی تو مجھے کچھ بتائیں .... میں تو یہاں تھا ہی نہیں پھر میں یہاں فوت کس طرح ہو گیا ؟"

"جبار شاکر کی لاش ایک سڑک پر سے ملی تھی .... وہ کسی گاڑی کے نیچے آ کر کچلے گئے تھے .... جیب سے ان کے کاغذات مل گئے تھے .... اس لیے ایک بگڑی ہوئی شکل صورت کے باوجود ہم نے اس لاش کو جبار شاکر کی لاش مان لیا تھا ۔"

"حیرت ہے .... اس کی جیب میں میرے کاغذات کہاں سے آ گئے ؟"

"کیا آپ کے کاغذات انھوں نے نکالے نہیں تھے .... یعنی بقول ان کے جب آپ کو دوسرے ملک میں لے جایا گیا .... اس وقت وہ کاغذات آپ کے پاس تھے ؟"

"نہیں .... سوائے اس کارڈ کے اور کچھ میری جیبوں میں نہیں تھا .... اور رخصت کرتے وقت بھی انھوں نے میرے کاغذات میرے حوالے نہیں کیے تھے ...."

"آپ کے پاس جہاز کا وہ ٹکٹ تو ہونا چاہیے ۔" انسپکٹر جمشید بولے ۔

"ہاں ضرور .... کیوں نہیں ۔" اس نے کہا اور جہاز کا ٹکٹ جیب سے نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا .... انھوں نے ٹکٹ دیکھا .... وہ آج کی تاریخ کا تھا .... انھوں نے اسی وقت ایئر پورٹ انتظامیہ کو فون کیا ، اپنا تعارف کرانے کے بعد وہ بولے ۔

"فلائیٹ نمبر RK ۹۱۳ آج کس وقت آئی ہے ۔"

"جی .... شام کے ٹھیک چار بجے ۔"

"ہوں .... یہ پرواز کس ملک سے آتی ہے ۔"

"جی ملک سے ، نہیں تو .... یہ تو اپنے ملک کی ہی پرواز ہے .... کالام پور سے روزانہ آتی ہے ۔"

"اوہ اچھا .... آج کی تاریخ میں اس پرواز سے کوئی صاحب جبار شاکر بھی آئے ہیں ۔"

"دیکھ کر بتاتے ہیں جی ۔" دوسری طرف سے کہا گیا ۔

"اچھی بات ہے ۔" انھوں نے کہا اور انتظار کرنے لگے ۔ پھر دو منٹ بعد جواب ملا ۔

"جی ہاں ! اس پرواز سے جبار شاکر نے سفر کیا ہے ۔"

"بہت بہت شکریہ !" یہ کہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا ۔

پھر سردار صاحب کی طرف آئے:

"ان کی ہر بات کی تصدیق ہو رہی ہے .... البتہ انھیں کسی غیر ملک میں نہیں رکھا گیا.... اپنے ہی ملک کے ایک شہر کالام پور میں رکھا گیا ہے ....."

"کیا !!!" جبار شاکر دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! جہاز کا سفر کتنی دیر کا ثابت ہوا تھا۔"

"صرف پونے دو گھنٹے کا۔"

"بالکل ٹھیک .... کالام پور سے یہاں تک جہاز پونے دو گھنٹے میں ہی آتا ہے.... کسی بھی دوسرے ملک سے اتنے کم وقت میں یہاں تک جہاز نہیں آتا۔"

"کمال ہے.... لیکن بھئی اس میں میرا کیا قصور .... میں تو چھے ماہ تک اس عمارت سے باہر ہی نہیں نکل سکا۔"

"اس کا مطلب ہے.... اگر ہم آپ کو کالام پور لے جائیں تو آپ یہ بھی نہیں بتا سکیں گے کہ وہ کون سی عمارت تھی۔"

"بالکل بھی نہیں بتا سکوں گا.... جب انھوں نے مجھے عمارت سے باہر نکالا.... اس وقت بھی اتنی مہلت نہیں دی کہ میں اس عمارت کو ایک نظر دیکھ سکوں .... وہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر باہر لائے تھے۔"

"ہوں! اگر آپ کی تمام باتوں کو درست مان لیا جائے تو

جانتے ہیں ... کیا نتیجہ نکلتا ہے ....۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی .... کیا نکلتا ہے؟"

"یہ کہ .... کسی نے آپ کو اغوا کیا تھا .... پھر کسی جلی جانے والی لاش پر آپ کا میک اپ کیا تھا.... اور آپ کی جیب سے نکالے گئے کاغذات اس لاش کی جیبوں میں رکھ دیے تھے .... تاکہ ان کے گھر والوں کو یقین ہو جائے کہ یہ لاش ان کی ہے.... اس طرح آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اب اس سلسلے میں چند الجھنیں درپیش ہیں.... کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی .... وہ لاش کس کی تھی.... جس پر آپ کا میک اپ کیا گیا.... اس کے رشتے داروں نے کیا اسے تلاش نہیں کیا۔"

"ظاہر ہے.... ضرور کیا ہوگا، لیکن.... وہ بے چارہ انھیں اب تک ملا ہی نہیں ہوگا.... کیونکہ وہ تو جبار شاکر کے نام سے دفن کر دیا گیا تھا۔"

"گویا اب ہمیں دو باتیں معلوم کرنا ہیں .... ایک یہ کہ آپ کو اغوا کرنے والوں کا مقصد کیا تھا.... اور دوسرے یہ کہ وہ لاش آخر کس کی تھی ....۔"

"تو پھر.... اب کیا پروگرام ہے۔" سردار لیاقت نے کہا۔

"اس بات کا زبردست امکان ہے .... کہ یہ جبار شاکر ہیں .... اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فراڈ ہوں، لہٰذا آپ انھیں اپنے گھر میں بطور مہمان رکھ لیں .... ہم اس معاملے میں چھان بین کر لیں .... پھر انہیں ان کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آئیں گے۔"

"اچھی بات ہے .... لیکن تم نے ایک بات نہیں بتائی ....“ سردار صاحب بولے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ .... آپ جب یہاں آئے تھے تو جبار شاکر کو دیکھتے ہی آپ زور سے کیوں چونکے تھے۔"

"اس کی بھی ایک وجہ تھی .... اور وہ وجہ میں پھر بتاؤں گا۔“ وہ مسکرائے ....

"سوال یہ ہے کہ میرے گھر والے کس طرح مانیں گے .... کہ میں ہی جبار شاکر ہوں۔“ انھوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"یہ بعد کی بات ہے .... پہلے تو ہمیں اس بات پر یقین کرنا ہے ....“ یہ کہہ کر انھوں نے کہا۔

"میں ذرا ایک دو فون کروں گا۔"

"افسوس .... فون آج صبح سے خراب ہے۔"

"اوہو اچھا .... آپ نے رپورٹ نہیں کی۔"

"کر چکا ہوں .... لیکن محکمہ والوں کا کہنا ہے کہ کیبل ڈالے جا رہے ہیں .... ایک دو دن تک فون ٹھیک ہو سکے گا۔"

"خیر .... میں اپنی گاڑی میں لگے وائرلیس پر بات کر لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ باہر آئے اور فون کیا ....

"اکرام! یہ میں ہوں .... یار ایک بہت ہی الجھا ہوا کیس پلے پڑ گیا ہے۔"

"تو کیا ہوا سر .... آپ سلجھے ہوئے کیسوں کے لیے تو ہیں ہی نہیں۔“ اکرام مسکرایا۔

"ایک تاریخ نوٹ کر لو ....“ انھوں نے دعوت کے کارڈ پر لکھی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"جی فرمائیے۔"

"۲ر جنوری .... یعنی آج سے چھ ماہ پہلے کی تاریخ .... اس تاریخ کو یا ایک دن پہلے ہمارے شہر میں کوئی یا کتنے ایکسیڈنٹ ہوئے .... ان کی لاشیں ہسپتال لائی گئیں یا نہیں۔"

"یہ کون سا مشکل کام ہوا سر۔"

"مشکل کام بعد میں شروع ہوگا .... پہلے آسان کر لیتے

ہیں: انھوں نے ہنس کر کہا۔

"جی بہت بہتر: معلومات حاصل کرنے کے بعد میں کہاں فون کروں؟"

"گھر پیغام نوٹ کروا دینا...."

"او کے سر"، اکرام نے کہا۔

اب انھوں نے گھر سے رابطہ کیا.... دوسری طرف ٹوں ٹوں ہوتی رہی.... آخر محمود کی آواز سنائی دی۔

"خیر تو ہے محمود.... کیا ہوا...؟"

"جی.... وہ.... بس کچھ نہیں.... یہاں سب خیریت ہے۔"

"اچھا خیر.... ملاقاتی کی کیا خبر ہے...؟"

"آپ کا انتظار کر رہا ہے۔"

"میں آ رہا ہوں.... اس پر نظر رکھنا ہے۔"

یہ کہ کر انھوں نے رابطہ بند کر دیا.... اور ان کی طرف مڑے۔

"گھر میں کچھ گڑ بڑ ہے.... مجھے فوراً وہاں پہنچنا ہے.... آپ جبار شاکر کو اپنے دوست کی طرح گھر میں رکھیں.... انھیں یہ محسوس نہ ہونے دیں کہ ہم انھیں فوت شدہ خیال کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک ہے.... اب تو مجھے بھی یقین ہو چلا ہے کہ یہ

جبار شاکر ہی ہے....: انھوں نے کہا۔

انسپکٹر جمشید مسکراتے ہوئے وہاں سے نکل گئے.... لیکن نکلنے سے پہلے انھوں نے ایک جملہ کہا اور وہ یہ تھا:

"میں جب یہاں آؤں گا.... تو میک اپ کے ماہر میرے ساتھ ہوں گے.... ہم ان کے ذریعے ان کے چہرے کو چیک کرائیں گے۔"

"کیا!!! جبار شاکر نے حیران ہو کر کہا۔

"لیکن انسپکٹر جمشید تو جا بھی چکے تھے۔

دو میں سے ایک

وائرلیس سیٹ بند کر کے محمود ان کی طرف مڑا :
" تو تمہارے والد یہاں آ رہے ہیں .... اور تم انھیں خطرے کی خبر بھی دے چکے ہو .... لیکن ہم ان کے آنے سے پہلے ہی اس غدار کو ہلاک کر کے یہاں سے رخصت ہو جائیں گے "
" ارے میاں جاؤ .... بہت دیکھے ہیں .... تم جیسے ....."
" اب جب کہ ہمارا شکار خود بخود ہمارے سامنے آ گیا .... تو ہمیں کیا دیر لگے گی "
ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک کلاشنکوف کا رُخ اس کی طرف ہو گیا .... باقی دو کے رخ ان کی طرف رہے ..... ایسے میں کھولتا پانی ان پر آ کر گرا .... ان کی چیخیں نکل گئیں، اور کلاشن کوفیں پھینک کر وہ اپنے منہ دونوں ہاتھوں میں

پکڑ کر بیٹھتے چلے گئے ....
تینوں نے فوراً کلاشن کوفیں اٹھا لیں ۔
" ہاتھ اوپر اٹھا دو دوستو " محمود نے مسکرا کر کہا ۔
" ان کے ہاتھ چہروں پر سے ہٹیں گے تو اٹھائیں گے نا " فاروق نے منہ بنایا ۔
" کوئی بات نہیں، آہستہ آہستہ اس قابل ہو جائیں گے، اس وقت تک ہم انتظار کر لیتے ہیں " فرزانہ مسکرائی ۔
آخر وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے .... ان کے ہاتھ بھی اوپر اُٹھ گئے، پھر انھوں نے ان تینوں کو باندھ دیا .... دفتر فون کر کے سادہ پولیس والوں کو بلایا اور انھیں گرفتار کروایا .... لیکن رخصت کرنے سے پہلے محمود نے ان سے پوچھا ۔
" کم از کم اتنا تو بتا دو .... تمہارے اس ساتھی کا نام کیا ہے .... یہ کہاں رہتا ہے "
" افسوس ! ہم یہ دونوں باتیں نہیں جانتے "
" کیا مطلب " وہ چونکے ۔
" یہ تو ہم تینوں بھی ایک دوسرے کے بارے میں نہیں جانتے .... مطلب یہ کہ ہمیں ایک دوسرے کے نام معلوم نہیں .... ہم ایک دوسرے کو نمبروں کے حساب سے پکارتے

ہیں .... لہٰذا یہ کس طرح معلوم ہو گا ہمیں کہ ہم رہتے کہاں
ہیں .... ہمیں ایک دوسرے کے بارے میں کچھ بھی معلومات
رکھنے کا حکم نہیں ہے .... ہدایات یہ ہیں کہ ایک دوسرے
کو صرف نمبروں سے پکارو اور ڈیوٹی ختم ہونے کے بعد
ایک دوسرے سے اس طرح الگ ہو جاؤ کہ جیسے جانتے ہی
نہ ہوں۔"

"چلو مان لیا .... تم ایک دوسرے کے بارے میں
کچھ نہیں جانتے .... یہ تو بتا دو ..... تم لوگ کرتے کیا ہو....
تمھارا باس تم سے کیا کام لیتا ہے۔"

"عجیب و غریب کام .... مثلاً چوریاں .... ڈاکے ..... لوٹ
کھسوٹ .... بس اس قسم کے کام ہم سے لیتا ہے۔"

"اور اس نے کیا غداری کی ہے۔"

"یہ گروہ کے بارے میں بتانے یہاں چلا آیا تھا .... ہمیں
پتا چل گیا .... باس نے حکم دیا کہ اسے ختم کر دو، لہٰذا ہم
اس کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آ گئے۔"

"آخر یہ ہمیں کیا بتانے آیا ہے ...."

"باس کا نام ۔۔۔!" ایک نے کہا۔

"کیا کہا .... باس کا نام۔"

"ہاں! اس نے اپنے طور پر کسی عجیب و غریب حرکت سے

باس کے بارے میں جان لیا ہے ...۔"

"اوہ! تب تو یہ بہت اہم آدمی ہو گیا۔" محمود چونکا۔

"تم لوگوں کی میٹنگ کہاں ہوتی ہے۔"

"بہار بلڈنگ میں۔"

"اور یہ کہاں واقع ہے .... کیوں کہ ہم نے تو آج تک
اس کا نام نہیں سنا۔"

"۱۰۳ نیو ٹاؤن۔"

"شکریہ! اب تم حوالات میں جا کر آرام کر سکتے ہو۔"
فاروق نے گویا انھیں مشورہ دیا ....

سادہ لباس والے انھیں لے کر چلے گئے ....

"ایک الجھن سے تو نجات ملی .... اب دوسری بڑی الجھن
موجود ہے .... یہ کہ یہ حضرت ہمیں کیا بتانے والے تھے،
اور اب ان کی یادداشت کس طرح واپس آئے گی اور یہ
بے ہوش کیوں ہو گئے تھے ....۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"ہو سکتا ہے .... اسے کسی قسم کا زہر دیا گیا ہو ...
اور اس زہر کے اثر کی وجہ سے اس کی یادداشت چلی
گئی ہو۔"

"اوہ! تب تو اس کا چیک اپ کرانا ہو گا۔"

"تو کیا میں اسے ہسپتال لے جاؤں۔"

"نہیں ڈاکٹر انکل .... وہ لوگ اس کی جان کے دشمن ہو رہے ہیں .... باہر لے جانے کی صورت میں تو اور آسانی سے وار کرسکیں گے .... لہٰذا جو کچھ کرنا ہے .... یہیں کریں"۔

"اچھی بات ہے .... تم فکر نہ کرو"۔

انھوں نے مریض کو ایک اور کمرے میں لٹا دیا .... دروازے کو تالا لگا دیا گیا .... پھر ڈاکٹر افضل نے اس سے چیک اپ کا انتظام وہیں کیا .... اور اس سلسلے میں بھی پوری احتیاط کی گئی .... ہسپتال سے جو لوگ آئے .... پہلے ان کے بارے میں پوری طرح اطمینان کیا گیا .... پھر مریض تک انھیں لایا گیا .... ڈاکٹر افضل نے آلات کے مدد سے اسے اچھی طرح چیک کیا پھر بولے ....

اس کے سر پر چوٹ کا نشان ضرور ہے .... جس کا مطلب ہے .... دماغ کے پردے پر ورم آ گیا ہے اور اس ورم کی وجہ سے یادداشت متاثر ہو سکتی ہے .... لیکن جونہی ورم اترے گا .... اسے ہر چیز یاد آ جائے گی .... اور اب ہم ورم اتارنے کی کوشش کریں گے"۔

"بہت بہت شکریہ! ہم چاہتے ہیں .... یہ حضرت جلد از جلد بات چیت کرنے کے قابل ہو جائیں"۔

"امید تو ہے کہ چند گھنٹے تک اس کی یادداشت لوٹ

آئے گی"۔

"واہ پھر تو مزا آ جائے گا"۔

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی .... وہ چونک اٹھے .... انداز ان کے والد کا تھا۔

"شکر ہے .... آپ آ گئے .... اس ملاقاتی نے ہمیں کافی پریشان کیا .... بہرحال یہ عام ملاقاتی نہیں ہے"۔

"مجھے اندازہ ہو گیا تھا"۔

"جی کیا مطلب .... آپ کو کس بات کا اندازہ ہو گیا تھا؟"

"اس بات کا کہ جس ملاقاتی کو میں گھر چھوڑ آیا ہوں .... وہ بہت اہم ہے"۔

"جی! ہم سمجھے نہیں .... اس بات کا اندازہ آپ کو وہاں جا کر کیسے ہو گیا؟"

"اس لیے کہ مجھے وہاں جس شخص کے سلسلے میں بلایا گیا تھا نا .... وہ بھی بالکل اس جیسی شکل اور صورت کا آدمی تھا"۔

"کیا ...." ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

○

چند لمحے تک وہ ان کی طرف دیکھتے رہے پھر

محمود نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے..... یہ ایک جیسی صورت کے دو آدمی ہیں.... جن میں سے ایک اس وقت سردار لیاقت علی خان کے ہاں موجود ہیں..... دوسرا یہاں..... وہاں والے کی کہانی کیا ہے؟"

انھوں نے کہانی بتا دی..... ان کے چہروں پہ الجھن دوڑ گئی۔

"پھر.... اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"چھے ماہ پہلے کے حالات کا جائزہ لینا ہوگا.... جبار شاکر گھر سے سردار لیاقت کی دعوت میں شرکت کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلا تھا.... لیکن وہ دعوت میں نہ پہنچ سکا، اسی رات اس کی لاش سڑک پہ سے ملی.... کچلی ہوئی لاش۔ اسے جبار شاکر کے طور پہ شناخت کر لیا گیا.... اور دفن کر دیا گیا.... بات ختم ہو گئی.... لیکن اب ایک شخص جس کی شکل و صورت بالکل جبار شاکر جیسی ہے.... خود کو جبار شاکر بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے چھے ماہ پہلے اغوا کر لیا گیا تھا اور ایک نامعلوم مقام پر رکھا گیا تھا..... پھر چھے ماہ بعد اُسے رہا کر دیا گیا.... سوال یہ ہے کہ اغوا کرنے والوں کا مقصد کیا تھا.... یہ بات ہماری سمجھ

میں نہیں آئی...."

"اسی پہ ہمیں اب کام کرنا ہے.... غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اغوا کرنے والوں نے جبار شاکر سے کوئی مطالبہ بھی نہیں کیا۔ چھے ماہ رکھ کر چھوڑ دیا.... آخر کیوں؟"

"اور اگر یہ شخص واقعی جبار شاکر ہے تو جس شخص کی لاش کو جبار شاکر کی لاش خیال کیا گیا.... وہ آخر کون تھا۔"

"ہاں! یہ بات بھی بہت اہم ہے.... تب پھر سب سے پہلے تو یہ اطمینان کر لیا جائے کہ وہ اصل جبار شاکر ہے یا نقلی.... اور ہمارے گھر میں جو ملاقاتی اس وقت موجود ہے.... وہ کون ہے.... کیوں کہ جبار شاکر ایک آدمی کا نام ہے.... دو کا نہیں۔"

"اس کو بھی چیک کریں گے.... فی الحال اس کی یادداشت کا مسئلہ ہے...."

اب انسپکٹر جمشید نے میک اپ کے ماہر کو فون کیا.... وہ فوراً وہاں پہنچ گیا.... ملاقاتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ بولے۔

"آپ ذرا پہلے ان صاحب کو چیک کر لیں.... ہمارے خیال میں یہ میک اپ میں ہیں...."

"او کے سر۔" اس نے کہا۔

پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا .... پندرہ منٹ بعد اس نے کہا:

"نو سر.... یہ میک اپ میں نہیں ہیں۔"

"ٹھیک ہے.... اب آپ ہمارے ساتھ آئیے...."

وہ اسے لے کر سردار لیاقت کے ہاں پہنچے.... جبار شاکر کو ایک الگ کمرے میں ٹھہرایا گیا ہے.... وہ اس کمرے میں پہنچے۔

"معاف کیجیے گا.... ہم آپ کو ذرا زحمت دینے کے لیے آئے ہیں۔"

"فرمائیے۔" اس نے کہا۔

"یہ میک اپ کے ماہر ہیں.... آپ کے چہرے کو چیک کریں گے.... آپ کو ذرا تکلیف بھی ہو گی۔"

"اچھی بات ہے....۔" اس نے کہا۔

اس نے اپنا کام شروع کر دیا.... آخر پندرہ منٹ بعد اس نے اپنا کام مکمل کر لیا اور حیرت زدہ انداز میں بولا۔

"نہیں جناب! ان کے چہرے پر بھی میک اپ نہیں ہے۔"

"کیا!!!" انسپکٹر جمشید کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

ان کی آنکھیں پھیل گئیں....

"کیا آپ کے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔" جبار

شاکر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! لیکن ایسا ہے.... آپ واقعی جبار شاکر ہیں.... لیکن پھر ہم اسے کیا کہیں گے.... دوسرا جبار شاکر۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"کیا مطلب.... آپ کس کی بات کر رہے ہیں.... اب جبار شاکر کے حیران ہونے کی باری تھی:

"میرے گھر میں اس وقت آپ کی شکل صورت کا ایک اور انسان موجود ہے.... بالکل آپ جیسا.... بال برابر بھی کوئی فرق نہیں ہے.... میک اپ کے یہ ماہر اس کے چہرے کو بھی چیک کر چکے ہیں.... وہ بھی بالکل اصل ہے۔"

"یہ.... یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"میں خود یہ سوچ رہا ہوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"آخر وہ کون ہے.... یہ تو ایسا لگتا ہے.... جیسے میرے خلاف کوئی گہری سازش کی جا رہی ہو.... ذرا غور کریں۔ چھ ماہ پہلے میرا اغوا کیا جانا.... چھ ماہ تک مجھے ایک نامعلوم مقام پر رکھنا.... یہ بتا کر کہ میں کسی دوسرے ملک میں ہوں۔ اس دوران ان کا کوئی مطالبہ نہ کرنا.... اور آخر کار چھ ماہ گزرنے پر مجھے چھوڑ دینا.... وہ بھی..... باعزت طریقے پر، یعنی جہاز پر مجھے بٹھا کر اس شہر تک پہنچانے کا

انتظام کرنا.... پھر میرے گھر والوں کا مجھے قبول نہ کرنا اور میرا تنگ آکر یہاں آنا.... دوسری طرف میرا ایک ہم شکل آپ کے ہاں موجود ہونا.... یہ سب کچھ تو کوئی زبردست چال لگتی ہے:

ہو سکتا ہے....ایسا ہو، ہم بھی اس معاملے کی تہ تک پہنچنے کے لیے ہی تو ایسا کر رہے ہیں: انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اور وہ اپنا نام کیا بتاتا ہے.... ملاقات کے لیے کیوں آیا ہے:

وہ اپنا کوئی نام نہیں بتاتا.... اس کی یادداشت کھو گئی ہے.... جب تک اس کی یادداشت واپس نہیں آجاتی.... اس وقت تک ہم شاید اس کے بارے میں کچھ نہ جان سکیں:

یہ باتیں میرے لیے بھی اسی قدر عجیب و غریب ہیں.... جس قدر آپ کے لیے: جبار شاکر نے کہا۔

اچھی بات ہے....آپ آرام کریں....آپ دونوں میں سے صرف اور صرف ایک جبار شاکر ہے.... ہو سکتا ہے، میرے گھر میں جو آپ کا ہم شکل موجود ہے.... وہ جبار شاکر ہو:

ن....نہیں نہیں: اس نے چلا کر کہا۔

آپ کے گھر کا پتا کیا ہے: انسپکٹر جمشید بولے۔

۹۰۵ سرور روڈ:

شکریہ .... ذرا ہم آپ کے گھر والوں سے بھی ایک ملاقات کرلیں.... آؤ بھئی چلیں: انھوں نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے.... لیکن پھر ٹھٹک کر رہ گئے....

ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

واپسی اور حیرت

"یہ .... یہ کیسے ہو سکتا ہو۔" انسپکٹر جمشید نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"جی .... کیا کیسے ہو سکتا ہے .... فاروق بولا۔

"کچھ نہیں .... آؤ چلیں۔"

"آپ کس بات پر حیران ہیں .... کچھ ہمیں بھی تو پتا چلے۔" جبار شاکر نے کہا۔

"پھر کسی وقت بتاؤں گا۔" انھوں نے کہا اور جانے کے لیے مڑ گئے۔

اب وہ ان تینوں کو ساتھ لیے .... جبار شاکر کے گھر پہنچے .... اس کے بیوی اور بچوں نے انھیں حیران ہو کر دیکھا .... پھر بیوی نے پوچھا۔

"فرمائیے .... ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔"

"جبار شاکر کتنے عرصے سے غائب ہیں۔" انھوں نے سرسری انداز میں کہا۔

"غائب .... کیا مطلب .... وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔" بیوی نے چونک کر کہا۔

"اوہ ہاں! میں دوسری کہانی کے خیال میں تھا .... ایک شخص ان کی شکل و صورت جیسا یہاں آیا تھا۔ آج شام۔" انھوں نے پوچھا۔

"ہاں! وہ خود کو جبار شاکر بتا رہا تھا۔"

"بہت خوب! تب پھر .... آپ نے کیا کیا؟"

"کرنا کیا تھا .... ہم نے اسے جبار شاکر ماننے سے انکار کر دیا .... اور وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔"

"اور اب وہ اپنے دوست سردار لیاقت علی خان کے گھر میں ہیں .... اور اس بات کا زبردست امکان ہے کہ وہ جبار شاکر ہوں۔" انھوں نے کہا۔

"کیا .... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔"

"میں غلط نہیں کہ رہا .... سردار لیاقت نے بھی انھیں جبار شاکر ماننے سے انکار کر دیا تھا .... ساتھ ہی انھیں فراڈ خیال کرتے ہوئے انھوں نے مجھے بلا لیا .... میں نے میک اپ کے ایک ماہر کے ذریعے یہ معلوم کر لیا کہ وہ میک اپ میں تو نہیں ہیں۔

اس کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ جبار شاکر میک اپ میں نہیں ہیں:

"یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں:"

"میں غلط نہیں کہہ رہا.... جو بات ہے، وہی بتا رہا ہوں.... لیکن مشکل ایک اور ہے....:"

"جی.... مشکل.... میں سمجھا نہیں:"

"ایک شخص آج ہی مجھ سے ملنے آیا تھا.... شکل صورت کے لحاظ سے وہ بھی سو فیصد جبار شاکر ہے.... اور میک اپ کا ماہر اسے بھی چیک کر چکا ہے:"

"کیا مطلب:" وہ زور سے اچھلا.... بچے بھی حیرت زدہ رہ گئے.... بچے سب نوجوان تھے۔

"کیا جبار شاکر کا کوئی جڑواں بھائی بھی ہے:"

"جی.... جڑواں بھائی.... نہیں تو.... ان کا تو کوئی جڑواں بھائی نہیں ہے:"

"اچھا کمال ہے.... پھر تو واقعی بہت زیادہ عجیب بات ہو گئی.... اچھا آپ جبار شاکر کی کوئی خاص عادت بتا سکتے ہیں.... بہت ہی خاص.... جس کا علم بھی صرف آپ کو ہو....:"

"جی ہاں: کیوں نہیں.... وہ سوتے میں باتیں کرنے کے عادی ہیں:"

"اوہ.... اچھا:" انھوں نے کہا

"کیا واقعی اس بات کا امکان ہے.... کہ جس شخص کی لاش کو ہم نے جبار صاحب کی لاش خیال کیا.... وہ کسی اور کی تھی:"

"ہاں! اس کا صرف امکان ہی نہیں.... بات ہے ہی یہ:"

"ارے.... تو کیا وہ جبار شاکر تھے.... جو یہاں آئے تھے:"

"ابھی میں یہ نہیں کہہ سکتا.... اس لیے کہ ایک اور جبار شاکر بھی موجود ہیں:" وہ مسکرائے

"اُف مالک.... یہ کیسی الجھن ہے:"

"جلد اس الجھن کا حل نکل آئے گا.... آپ فکر نہ کریں۔" اور وہ وہاں سے چلے آئے۔

"کیس میں اب کچھ زیادہ ہی سسپنس شروع ہو گیا ہے، کہیں ہم اس کی رو میں بہہ نہ جائیں:" محمود بڑبڑایا۔

"بھئی ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے رہو:" فاروق نے گھبرا کر کہا:

اور وہ مسکرا دیے.... وہاں سے وہ سیدھے گھر پہنچے اور لائبریری کا رُخ کیا۔

"کیا کھانا لائبریری میں کھائیں گے:" بیگم جمشید نے بُرا سا

منہ بنایا۔

"نہیں.... ہم لائبریری کھانے میں........ کھائیں گے۔"
انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا کہا آپ نے؟"

"بیگم اس وقت ہم سے کھانے کی بات ہی نہ کرو۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"جی اچھا... جب آپ کو بھوک محسوس ہو، بتا دیجیے گا۔ میں کھانے کی بات اس وقت کر لوں گی۔" انھوں نے جھلا کر کہا۔

اور وہ مسکرا کر رہ گئے.... دعوتی کارڈ کی اس تاریخ کے مطابق.... جو چھ ماہ پہلے کی تھی.... انھوں نے اخبارات نکال لیے.... اسی تاریخ سے بعد والی تاریخ بلکہ دو تین دن اور بعد کی تاریخوں کے اخبارات انھوں نے الگ کر لیے اور اب ان میں سے جبار شاکر کی لاش ملنے کی خبروں پر نشان لگاتے چلے گئے.... اس روز کسی کی گم شدگی کی خبر اخبار میں شائع نہیں ہوئی تھی.... نہ شہر کے کسی تھانے میں کسی کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرائی گئی تھی....

"یہ ایک اور عجیب بات ہے.... اگر اس روز جبار شاکر کو اغوا کیا گیا تھا اور جو لاش ملی، وہ اس کی نہیں تھی... تو پھر

مرنے والا آخر کون تھا... کسی نے اس کی گمشدگی کی رپورٹ کیوں درج نہیں کرائی۔"

"میرا خیال ہے.... وہ کسی لاوارث آدمی کی لاش تھی۔"

"لیکن بھئی.... اس کی جیب سے جبار شاکر کے کاغذات نکلے تھے.... اور ایسا کام اسے اغوا کرنے والے ہی کر سکتے تھے.... تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جبار شاکر کو اغوا کیا گیا ہے...."

"ہوں.... یہ سوال پھر بھی اپنی جگہ پر موجود ہے کہ مرنے والا آخر کون تھا...."

"کسی تھانے میں اس روز یا اس کے چند روز بعد تک کوئی گم شدگی کی رپورٹ درج نہیں کرائی گئی اور نہ اخبار میں ایسی کوئی خبر چھپی.... ان حالات میں ہم بھلا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں... سوائے اس کے کہ مرنے والا لاوارث تھا.... اور جبار شاکر کو اغوا کرنے والوں نے اس لاش کی جیبوں میں جبار شاکر کے کاغذات ڈال دیے تھے تاکہ لوگ اسے مردہ خیال کر لیں...."

"لیکن اس بات سے اغوا کرنے والوں نے کیا فائدہ اٹھایا ہوگا بھلا؟"

"فائدہ.... اگر دیکھا جائے تو فائدہ جبار شاکر کی بیوی اور بچوں نے اٹھایا ہے.... بچے تو جوان ہیں، لیکن ایسا لگتا نہیں کہ یہ سارا چکر ان کا چلایا ہوا ہے۔"

"ویسے بھی یہ دولت ان کی اپنی ہی تھی.... وہ ایسا کیوں کرتے۔"

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا.... جبار شاکر کی بیوی کا کوئی بھائی بھی تو ایسا کر سکتا ہے.... کیونکہ بہن سے دولت اینٹھنا زیادہ آسان کام ہے۔" فرزانہ نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"فون کر کے اس سے پوچھو.... کیا اس کا کوئی بھائی ہے۔ اگر ہے تو کیا کرتا ہے.... کہاں رہتا ہے، ہم ایک سادہ لباس والا اس کے پیچھے لگا دیتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے اس کی بات سن کر کہا۔

فرزانہ نے بیگم جبار کو فون کیا....

"السلام علیکم.... فرزانہ بات کر رہی ہوں.... انسپکٹر جمشید کی بیٹی.... کیا آپ کے کوئی بھائی ہیں۔"

"ہاں! ایک بھائی ہے، لیکن ہمارے ان سے اچھے تعلقات نہیں ہیں۔"

"وہ کیوں۔"

"وہ کچھ اچھی زندگی نہیں گزار رہے.... لیکن ہمارے اس معاملے کا ان سے کوئی تعلق نہیں سکتا۔" بیگم جبار شاکر نے شاید ان کی بات بھانپ لی۔

"شکریہ! آپ ان کا نام اور پتا لکھوا دیں۔"

"میرے خیال میں آپ انھیں پریشان نہ کریں۔" وہ بولیں۔

"تفتیش کرنا ہمارا کام ہے اور یہ ہم جانتے ہیں کہ کس طرح کرنا ہے۔"

"اچھی بات ہے.... ان کا نام.... ارشاد حاتم ہے.... ۵۰، ریواز ٹاؤن میں رہتے ہیں۔"

فرزانہ نے انہیں نام پتا بتا دیا۔ انھوں نے اسی وقت اس کی نگرانی پر ایک سادہ لباس والے کو لگا دیا۔

"میرا خیال ہے.... ہمیں خود بھی اسے چیک کر لینا چاہیے۔" محمود نے کہا۔

"اچھی بات ہے.... آؤ۔"

وہ ۵۰، ریواز ٹاؤن پہنچے.... لیکن ارشاد حاتم گھر میں نہیں تھا.... اس کے گھر والوں نے بتایا کہ اس وقت ہوٹل شارڈا میں ملے گا....

ہوٹل شارڈا کا نام سن کر انسپکٹر جمشید چونک اٹھے.... کیونکہ وہ شہر کا بدنام ترین ہوٹل تھا۔

"اب تو وہاں جانا ہی پڑے گا۔" انھوں نے کہا

وہ وہاں پہنچے.... لیکن ارشاد حاتم وہاں بھی نہ مل سکا، وہاں سے پتا چلا کہ وہ آیا ضرور تھا، لیکن یہاں سے جا چکا ہے.... اب کہاں ہے.... انہیں کچھ معلوم نہیں تھا۔

"میرا خیال ہے.... ہم یہاں اور اس کے گھر پیغام چھوڑ دیتے ہیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

انھوں نے دونوں جگہ پیغام چھوڑ دیا.... اپنا فون نمبر لکھوا دیا.... رات کے ٹھیک گیارہ بجے فون کی گھنٹی بجی۔ اس وقت یہ لوگ گھر میں ہی تھے....

ارشاد حاتم بات کر رہا ہوں.... ابھی ابھی گھر آیا ہوں تو آپ کا پیغام ملا ہے.... فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

"آپ جبار شاکر کی بیگم کے بھائی ہیں نا۔"

"کیا اس کا بھائی ہونا جرم ہے۔"

"جی نہیں.... جرم کرنے سے آدمی مجرم بنتا ہے.... کسی کا رشتہ دار ہونے سے نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ مجھے کس لیے تلاش کر رہے تھے۔"

"چھ ماہ پہلے آپ کے بہنوئی...."

"جی ہاں! وہ ایک حادثے میں مارے گئے۔"

"جی نہیں.... انھیں اغوا کر لیا گیا تھا.... اب وہ واپس آ گئے۔"

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" اس کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"اگر یقین نہیں تو اپنی بہن سے پوچھ لیجیے گا.... ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کوئی شخص چھ سات ماہ کے لیے جبار شاکر کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا تھا.... سو اس لیے انھیں اغوا کرا لیا اور دور دراز کے ایک شہر کی کسی عمارت میں قید کر دیا.... وہاں انھیں چھ ماہ تک رکھا گیا.... اور پھر چھوڑ دیا گیا.... آپ کی بہن اگرچہ انھیں اپنا شوہر ماننے کو تیار نہیں.... لیکن ماہرین کا کہنا ہے کہ وہ جبار شاکر ہی ہیں.... اور آپ کی بہن کو آخر کار یہ ماننا پڑے گا کہ جس شخص کی لاش ملی.... وہ جبار شاکر کی نہیں تھی.... کسی اور کی تھی۔"

"لیکن کس کی۔"

"یہ بات ہم ابھی تک معلوم نہیں کر سکے.... لیکن امید ہے.. معلوم کر لیں گے۔"

"مجھ سے آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"آپ کے مشاغل کیا ہیں.... آپ کیا کرتے ہیں؟"

"آپ کو اس سے کیا مطلب؟" اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"آپ نہ بتائیں گے.... تو بھی ہم معلوم کرلیں گے؟"

"ہوٹل شارڈا میرا اپنا ہوٹل ہے؟"

"کیا!!! انسپکٹر جمشید نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"کیوں! اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہوٹل شارڈا ہمارے خیال کے مطابق سیٹھ داؤد والا کا ہے؟

"چھے ماہ پہلے میں یہ ہوٹل ان سے خرید چکا ہوں؟"

"کیا.... کتنا عرصہ پہلے؟"

"چھے ماہ پہلے؟"

"ارے باپ رے.... چھے ماہ پہلے ہی تو جبار شاکر کا اغوا ہوا تھا؟"

"اغوا نہیں.... ان کی موت واقع ہو گئی ہے؟"

"بہت جلد یہ بات صاف ہو جائے گی.... آپ ہمارا انتظار کریں.... ہم آپ سے ملاقات کے لیے آ رہے ہیں؟"

"لیکن کیوں.... اب اور آپ مجھ سے کیا معلوم کریں گے؟"

"بہت سی باتیں.... آپ کہیں نہیں جائیں گے.... اگر گئے تو ہمیں اطلاع مل جائے گی.... کیا سمجھے؟"

"اچھی بات ہے؟" اس نے کہا....

وہ اسی وقت اس کے گھر پہنچے.... اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

"چھے ماہ پہلے ہوٹل خریدنے کے لیے آپ کے پاس سرمایہ کہاں سے آیا؟"

"میں نے اپنے بہنوئی جبار شاکر سے قرض لیا تھا.... وہ بہت دولت مند تھے؟"

"اور جونہی آپ نے قرض لیا.... جبار شاکر کو غائب کر دیا گیا.... تاکہ آپ کو پھر کبھی قرض نہ ادا کرنا پڑے، بہن تو آپ سے قرض کا مطالبہ کیا کرتی؟"

"میرے بہنوئی ایک حادثے میں مارے گئے تھے.... اگر آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اس حادثے میں میرا ہاتھ تھا، تو میں سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں؟"

"ہم یہ تو کہہ ہی نہیں رہے.... انھیں تو اغوا کیا گیا تھا اور اغوا کرنے والوں نے ان کے کاغذات اسی جلی ہوئی لاش کی جیبوں میں ڈال دیے تھے.... تھوڑی دیر بعد میں یہ بھی بتا سکوں گا کہ جو شخص خود کو جبار شاکر بتا رہا ہے، وہ

واقعی جبار شاکر ہے یا نہیں۔"

"میں کیا کر سکتا ہوں.... جو بات جانتا ہوں؛ بس تو بس وہ بتا سکتا ہوں۔"

"یہ آپ کے بہنوئی جبار شاکر کرتے کیا تھے۔"

"ان کا کاروبار بہت زیادہ پھیلا ہوا تھا۔"

"اور اب.... اب اس کاروبار کو کیا ہوا ہے۔"

"ان کی لاش ملنے کے بعد کاروبار میرے حوالے کر دیا گیا' اب اس کو میں چلا رہا ہوں۔" اس نے کہا۔

"مطلب یہ کہ آپ کی بہن نے آپ کے حوالے کیا۔"

"ہاں!" اس نے کہا۔

"اُف مالک.... تو یہ سازش تھی۔"

"یہ سازش نہیں تھی.... ہم نے ان کے خلاف کوئی سازش نہیں کی.... میں نے ان سے قرض لیا تھا.... اور قرض واپس کرنے کا پورا ارادہ رکھتا تھا.... لیکن اتفاق کی بات کہ انھی دنوں ان کی موت واقع ہو گئی.... اب ان کے بچوں میں اتنی قابلیت نہیں تھی کہ سارے کاروبار کو سنبھال سکتے.... لہذا انھوں نے کاروبار کی دیکھ بھال میرے حوالے کر دی.... جب بچے سمجھ دار ہو جائیں گے.... میں تمام کاروبار ان کے حوالے کر دوں گا۔"

"ہوں.... اس سارے معاملے میں.... کئی الجھنیں ہیں.... جب تک وہ الجھنیں دور نہیں ہو جاتیں.... کیس نکھر کر سامنے نہیں آئے گا.... ایک تو یہی کہ جبار شاکر کی شکل و صورت کا ایک آدمی اس وقت سردار لیاقت کے ہاں موجود ہے.... اس کا دعویٰ ہے کہ.... چھ ماہ پہلے اسے اغوا کیا گیا تھا.... بالکل اسی شکل و صورت کا ایک آدمی اس وقت میرے گھر میں موجود ہے.... لیکن اس کی یادداشت درست نہیں ہے.... وہ فی الحال کچھ بتانے کے قابل نہیں ہے.... کہ وہ کون ہے.... کیا ہے.... ہم سے ملاقات کرنے کیوں آیا تھا...."

"ان الجھنوں کا مجھ سے کیا تعلق.... آپ مجھے کیوں یہ سب کچھ بتا رہے ہیں۔"

"ایک بڑی الجھن یہ ہے کہ اگر یہ شخص واقعی جبار شاکر ہے تو پھر وہ لاش کس کی تھی.... ہم نے یہ بھی معلوم کیا ہے کہ جبار شاکر کا کوئی جڑواں بھائی نہیں تھا.... پھر بالکل اس جیسی شکل صورت کا کوئی آدمی کہاں سے آ گیا.... جب کہ دونوں کے چہروں پر میک اپ نہیں ہے۔"

"آپ مجھے پاگل کر دیں گے.... مہربانی فرما کر مجھے تنہا چھوڑ دیں....!" اس نے جھلا کر کہا۔

"اچھی بات ہے جناب.... ہم جا رہے ہیں...."

انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا اور اُٹھ کر کھڑے ہو
گئے.... باہر نکل کر انھوں نے تینوں کی طرف دیکھا اور
بولے:

"کیوں بھئی.... کیا کہتے ہو تم اس کے بارے میں؟"

"پکا فراڈ لگتا ہے.... یہ سارا چکر اسی کا چلایا ہوا ہے،
ہوٹل شارڈا خریدنے کے لیے اس نے پہلے تو جبار شاکر
سے ایک بڑی رقم قرض لی، اس کے بعد اس نے سوچا، اگر
جبار شاکر کا کام تمام کر دیا جائے تو اس سے قرض کی رقم
مانگنے والا کوئی نہیں ہوگا.... سگی بہن اور اس کے بچے
کیا قرض وصول کریں گے.... لہٰذا اس نے جبار شاکر کو ختم کرنے
کا منصوبہ بنایا.... آگے چل کر کہانی میں گھاؤ پھراؤ پیدا ہو
جاتا ہے.... ارے ہاں.... ایک ضروری بات.... اس کا خیال
مجھے پہلے نہیں آیا.... آؤ تو ذرا" انھوں نے عجیب سے
انداز میں کہا۔

جلد ہی وہ اس پولیس اسٹیشن میں بیٹھے تھے جس میں جبار
شاکر کی لاش ملنے کی کارروائی درج ہوئی تھی۔

"آپ چھ ماہ پہلے یہیں تھے؟" انھوں نے تھانے دار
سے پوچھا۔

"جی ہاں" اس نے کہا۔

"آپ کو یاد ہے.... جب جبار شاکر کی لاش ملی تھی...."

"بہت اچھی طرح.... اس لیے کہ جبار شاکر شہر کا بہت
بڑا آدمی تھا.... ہل چل سی مچ گئی تھی.... بے شمار لوگ
اس کی لاش کو دیکھنے کے لیے آئے تھے...."

"لاش کی جیب سے جو کاغذات ملے.... وہ ریکارڈ میں
موجود ہوں گے۔"

"جی ہاں بالکل...."

"ہم ان کاغذات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

ریکارڈ نکلوایا گیا.... انھوں نے کاغذات کو بغور دیکھا،
ان میں ایک تو شناختی کارڈ تھا.... چند اور کاغذات تھے....
جن میں ایک دو خط بھی تھے.... کاروباری خط.... جو جبار
شاکر کو لکھے گئے تھے.... یہ سب کاغذات بہت اچھی
حالت میں تھے....

"لاش کے کپڑے بھی ذرا دکھا دیں۔"

"جی بہتر۔"

اس نے کپڑے ان کے سامنے پھیلا دیے.... انھوں نے
ان کپڑوں کو بغور دیکھا.... جیبوں کے پاس سے بھی کپڑے
کھلے گئے تھے....

"عجیب بات ہے" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"جی.... کون سی عجیب بات ہے" تھانے دار نے حیران ہو کر پوچھا۔

"لاش کہاں سے ملی تھی" انھوں نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

"جی.... راجر روڈ سے"

"وہاں خون کتنا پھیلا ہوا تھا"

"خون" تھانے دار بولا۔

"ذرا رپورٹ دکھائیں.... میں مکمل رپورٹ پڑھ لوں پہلے"

چاروں نے جلدی جلدی رپورٹ پڑھی.... آخر بولے۔

"اس میں خون کا کوئی ذکر نہیں ہے.... لاش کے کچلے جانے کی صورت میں آخر وہاں خون بھی تو پھیلا ہونا چاہیے تھا...."

"جج.... جی ہاں ہونا تو چاہیے تھا"

"لیکن.... آپ کی رپورٹ ہمیں کچھ نہیں بتاتی.... خیر آپ ذرا یاد کرکے بتائیں.... وہاں خون تھا یا نہیں" افضل نے نرم انداز میں کہا.... ورنہ اس پر انھیں غصہ آ رہا تھا۔

"جی نہیں.... خون نظر نہیں آیا تھا"

"اس لیے آپ نے ذکر نہیں کیا.... حالاں کہ سوچنا چاہیے تھا کہ لاش کا خون کہاں گیا.... اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ لاش کو کچلا تو کہیں اور گیا تھا.... پھر اس کی جیبوں میں ...... کاغذات رکھے گئے.... اور اس کے بعد لاش راجر روڈ پر پھینک دی گئی.... کاغذات بعد میں رکھے گئے.... اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ کچلے جانے کے عمل میں لباس جیبوں کے پاس سے بھی کچلا گیا ہے.... لیکن یہ کاغذات بالکل صاف ہیں.... ان پر کوئی دھبہ نہیں ہے"

"ہوں.... یہ تو بہت اہم بات معلوم ہوگئی.... اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جبار شاکر کا بیان درست ہے.... چھے ماہ پہلے.... اسے صرف اغوا کیا گیا تھا.... اغوا کرکے اس کے کاغذات حاصل کیے گئے.... پھر ایک شخص کو گاڑی کے ذریعے کچلا گیا.... تاکہ اس کی شکل وصورت صاف طور پر نہ دیکھی جا سکے.... اور اس کی جیبوں میں جبار شاکر کے کاغذات رکھ دیے گئے.... اس طرح اس لاش کو جبار شاکر کی لاش مان لیا گیا.... جب کہ ایسا نہیں تھا۔ جبار شاکر اس وقت زندہ تھا اور کسی دور دراز شہر میں موجود تھا...."

وہ تھانے سے نکل آئے تھے.... گہری سوچ میں
ڈوبے ہوئے تھے....

"کہیں اب تک ایک لڑی میں نہیں پرویا جا رہا.... آخر
ہم اس دوسرے جبار شاکر کو کہاں فٹ کریں؟ اغوا کرنے
والے کیا چاہتے تھے....: انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"فرض کیا ابا جان.... یہ کام ارشاد حاتم کا ہے.... اور
وہ جبار شاکر کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا، صرف اغوا کر کے
کہیں دور پہنچا دینا چاہتا تھا.... تاکہ ہوٹل کی رقم بھی نہ دینا
پڑے۔ باقی ساری دولت بھی اس کے قبضے میں آجائے....
ایسے میں اسے کسی سڑک پر ایک کچلی ہوئی لاش مل گئی.... اس نے
فوراً پروگرام ترتیب دے ڈالا.... جبار شاکر کو اغوا کیا....
اور اس کے کاغذات اس لاش کی جیب میں ڈالے....
اسے راجہ روڈ پر پھینکا اور جبار شاکر کو دور دراز مقام
پر پہنچا دیا۔

"چلو یہاں تک تو مل گیا سلسلہ.... لیکن چھ ماہ بعد چھوڑ
کیوں دیا.... کیا ارشاد حاتم کو یہ خوف محسوس نہیں ہوا کہ
رہا ہونے کے بعد جبار شاکر تو اٹھا دے گا طوفان...."
فرزانہ بولی۔

"نہیں.... اس نے سوچا ہو گا کہ کوئی اسے جبار شاکر

نہیں مانے گا.... سب اسے فراڈ تسلیم کریں گے اور اس
طرح وہ پاگل ہو جائے گا:

"چلو ٹھیک ہے.... یہاں تک بات سمجھ میں آتی ہے....
اب جبار شاکر کو رہا کر دیا جاتا ہے.... اور وہ واپس آتا ہے،
لیکن اس کے گھر والے اسے جبار شاکر تسلیم کرنے سے
انکار کر دیتے ہیں.... مایوس ہو کر وہ سردار لیاقت کے ہاں
چلا جاتا ہے.... وہاں دعوت تھی.... اس کے پاس پرانا کارڈ
موجود تھا.... وہ اس کارڈ کے ذریعے اندر چلا جاتا ہے،
یہاں حیرت اس بات پر ہے کہ اس نے چھ ماہ تک وہ کارڈ
کیوں سنبھال کر رکھا....:

"واقعی.... یہ بات بہت عجیب و غریب ہے....:

"میں اب جبار شاکر سے ملنے کے لیے بہت بے چینی محسوس
کر رہا ہوں.... آؤ جلدی کرو۔"

وہ اسی وقت سردار لیاقت کے ہاں پہنچے.... اس وقت
رات کے بارہ بج رہے تھے، لیکن وہ بھلا اس بات کی کیا
پروا کرتے.... جب کسی کیس میں گھر جاتے تھے تو انھیں
یہ احساس تو رہ ہی نہیں جاتا تھا کہ وقت کیا ہو گیا ہے؛
دستک کے جواب میں ملازم نے دروازہ کھولا اور حیران ہو کر
ان کی طرف دیکھا۔

"ہمیں صرف جبار شاکر صاحب سے ملنا ہے: بس آپ انھیں جگا دیں:"

"جی بہت اچھا:" اس نے کہا اور چلا گیا.... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی.... اس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت نظر آئی۔

بھوکے کہیں کے

"کیا ہوا بھئی.... خیر تو ہے:" وہ گھبرا گئے۔

"جی.... وہ.... وہ....:" وہ ہکلایا۔

"کیا بات ہے.... جلدی بتاؤ بھئی:" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"جبار شاکر اپنے کمرے میں نہیں ہیں:"

"کیا!:" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"جی ہاں! کمرے کا دروازہ اگرچہ بند تھا.... لیکن جب میں نے دروازے پر ذرا سا دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا.... اور میں نے دیکھا.... وہ اپنے بستر پر نہیں تھے....:"

"اور اب جب ہم نے دستک دی.... تو دروازہ اندر سے بند تھا نا:"

"ہاں:" اس نے کہا۔

"اس کوٹھی سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ"

"ایک راستہ کوٹھی کے پچھلے حصے میں ہے"

"جلدی سے ہمیں اس طرف لے چلیں"

وہ تیز تیز چلتے وہاں پہنچے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا....

"اس کا مطلب ہے.... وہ اس طرف سے گئے ہیں" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"لیکن کہاں.... اور کیوں" فرزانہ بولی۔

"یہ تو وہی بتا سکیں گے" محمود نے کہا۔

"ہم سے غلطی ہو گئی.... جبار شاکر کی بھی نگرانی کرانی چاہیے تھی" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ذرا گھر فون کریں ابا جان" فاروق نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

"گھر...." وہ بولے.... پھر چونک کر ملازم کی طرف مڑے۔

"ہمیں فون تک لے چلیں"

"تو کیا جناب!.... میں سردار صاحب کو جگا دوں"

"ابھی نہیں.... پہلے میں فون کر لوں"

انھوں نے فوراً گھر کے نمبر ملائے۔

"السلام علیکم...." دوسری طرف سے بیگم کی آواز سنائی دی۔ نیند میں ڈوبی آواز۔

"بیگم.... مہمان کے کمرے میں جھانک کر دیکھو.... وہ اندر موجود ہے یا نہیں"

"جی بہتر" انھوں نے کہا۔

پھر نصف منٹ بعد ان کی آواز سنائی دی۔

"وہ اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں.... اور بیرونی دروازہ کھلا ہوا ہے"

"کیا!!!" ان کے منہ سے نکلا.... پھر بولے۔

"دروازہ اندر سے بند کر لو.... مہمان اگر آئے تو اسے اندر نہ داخل ہونے دینا.... ہم وہیں آ رہے ہیں"

"جی بہتر!" انھوں نے جواب دیا

اب انسپکٹر جمشید نے سادہ لباس والوں کو فون کیا' ان کی ڈیوٹیاں ادھر ادھر لگائیں.... سردار لیاقت علی خان کو جگایا گیا.... انھیں ساری صورت حال بتائی.... وہ حیران رہ گئے.....

"لیکن وہ کہاں جا سکتے ہیں"

"اب یہی دیکھنا ہے آپ چوکس رہیں.... وہ اگر واپس آئے تو ہمیں فوراً فون کر دیں"

"اچھی بات ہے.... اسے اندر بلا لیا جائے یا باہر رہنے دیا جائے"

"اندر بٹھا کر ہمیں فون کریں۔"

"بہت اچھا۔"

اب وہ فوراً گھر پہنچے.... انھوں نے مہمان کے کمرے کا جائزہ لیا.... مہمان پورے سکون اور اطمینان سے رخصت ہوا تھا.... کہیں کسی گڑبڑ کے آثار نہیں تھے.... وہ سوچ ہی میں گم ہو گئے پھر انھوں نے اپنی الماری کا جائزہ لینا شروع کیا.... کاغذات کی خاص الماریوں کو کھول کھول کر دیکھا.... اچانک وہ بہت زور سے اچھلے:

"اُف میرے مالک..... انتہائی قیمتی فائلیں گم ہیں۔"

"کیا!!!" تینوں ایک ساتھ چلائے۔

○

ان کے رنگ اُڑ گئے....

"تت..تو... تو کیا یہ سارا منصوبہ صرف ہمارے گھر سے فائلیں اُڑانے کے لیے بنایا گیا تھا۔" فاروق نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے...۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن.... میک اپ کے ماہر سے کس طرح غلطی ہو گئی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"آؤ.... پہلے اسی کی خبر لیں۔" انسپکٹر جمشید نے غصے کے عالم میں کہا۔

وہ اس وقت میک اپ کے ماہر کے گھر پہنچے، گھنٹی بجائی گئی.... اس نے خود آکر دروازہ کھولا:

"اوہ آپ لوگ ہیں.... اس وقت۔"

"ہمیں آپ سے کچھ کام ہے۔"

"آئیے۔" وہ انھیں ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"آپ نے ہمارے گھر میں موجود ایک ملاقاتی کے چہرے کا معائنہ کیا تھا اور رپورٹ دی تھی کہ وہ میک اپ میں ہرگز نہیں ہے۔"

"جی ہاں بالکل یہی بات تھی۔"

"اور سردار لیاقت کے ہاں ایک مہمان کو آپ نے چیک کیا تھا.... وہ بھی میک اپ میں نہیں تھا۔"

"بالکل جناب.... دونوں ہیں بھی بالکل ہم شکل۔"

"تو پھر....کیا آپ کی یہ دونوں رپورٹیں بالکل درست تھیں۔"

"ہاں بالکل!"

"لیکن حالات یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ میک اپ میں تھے اور فراڈ تھے۔"

" وہ فراڈ تو ہو سکتے ہیں.... میک اپ میں نہیں.... یہ میرا دعویٰ ہے.... اگر آپ میرے اس دعوے کو غلط ثابت کر دیں تو میں ملازمت چھوڑ دوں گا اور آپ مجھے سزا بھی دلوا سکتے ہیں۔"

" اچھی بات ہے.... ہم چیک کر لیں.... پھر آپ سے بات کریں گے۔"

" ضرور.... جناب۔" اس نے پورے سکون سے کہا۔

وہ وہاں سے بھی نکل آئے۔

" اب کیا کریں.... یہ کیس تو ہمیں چکر پہ چکر دے رہا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

" ہاں واقعی.... بہت چکر دار کیس ہے.... لیکن اگر یہ معاملہ صرف فائلیں چرانے کا تھا.... تو اتنا لمبا چوڑا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی.... اس کے لیے تو بس اتنا کافی تھا کہ ایک ملاقاتی ہمارے ہاں آتا اور بے ہوش ہو جاتا.... پھر اپنی یادداشت کے چلے جانے کا ڈرامہ رچاتا اور رات کو فائلیں لے اُڑتا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

" لیکن اس صورت میں تو ہم گھر میں ہوتے اور اسے پکڑ لیتے.... جب کہ دوسری طرف پھیلائے گئے چکر کی

وجہ سے ہم تمام رات گھر سے باہر رہے۔"

" ہوں.... گویا جبار شاکر کی موت چھ ماہ پہلے واقع ہو چکی ہے۔"

" افسوس.... ہم تو اس کے گھر والوں کو بہت اُمید دلا چکے ہیں۔"

" آؤ گھر چلیں.... میں تھک گیا ہوں.... اور آرام کرنا چاہتا ہوں.... ہم فائلوں کی چوری کی رپورٹ درج کرا دیں گے۔" انسپکٹر جمشید تھکے تھکے انداز میں بولے۔

" آپ نے کیا فرمایا.... تھک گئے ہیں.... شاید یہ جملہ آپ نے زندگی میں پہلی بار بولا ہے۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

" کیا کروں بھئی.... آخر میں بھی انسان ہوں۔"

وہ گھر آ گئے.... بیگم جمشید ان کے انتظار میں جاگ رہی تھیں....

" کیا رہا۔"

" ابھی تو کچھ پتا نہیں چلا بیگم۔"

" کہانی کیا ہے.... کچھ مجھے بھی تو بتائیں.... شاید آپ کی کچھ مدد بھی کر سکوں۔" بیگم جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس رہنے دو بیگم .... تم اور کہانی کے سلسلے میں مدد کرو گی" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"کیوں کیوں ... کیا میں اکثر آپ کی مدد نہیں کرتی رہتی"

"وہ اور معاملات ہیں .... یعنی کوئی مجرم گھر میں آ گھسا ... اس نے ان پر کلاشن کوفیں تان لیں، اس وقت تم باورچی خانے میں سے کوئی کام دکھا دیتی ہو، یہ تو خیر میں مانتا ہوں .... اس قسم کے بہت سے مواقع ایسے ہیں جن میں تم نے شان دار کام دکھائے ہیں .... لیکن اس وقت ..... مسئلہ ہے .... مجرم کو پکڑنے کا .... اور جرم کی وجہ معلوم کرنے کا ...."

"اسی لیے میں نے کہا نا .... ذرا مجھے بھی کہانی سنا دیں ... آخر آپ کا حرج کیا ہے"

"چلیے سُنا دیں ابّا جان .... ہمارا کیا جاتا ہے" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"اچھی بات ہے .... لو بیگم تو پھر سنو کہانی"

"آپ تو اس طرح کر رہے ہیں جیسے کوئی بڑا بچوں سے کہتا ہے .... آؤ بچو، سنو کہانی" فاروق ہنسا۔

"اب ٹانگ تو نہ اڑاؤ کہانی کے دوران" محمود نے جھلا کر کہا۔

"ہاں بالکل، اگر تم درمیان میں بولے تو میں کہانی کو روک دوں گا" انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔

"گویا یہ دادا جان یا دادی جان کی کہانی ہو گئی .... آپ کی نہیں"

"فی الحال تم اسے دادا جان کی کہانی خیال کر کے خاموش رہو گے" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"اچھی بات ہے .... رہ لوں گا خاموش"

اور پھر انسپکٹر جمشید نے ساری کہانی انھیں سنا دی... بیگم جمشید بھی مکمل طور پر خاموش رہ کر کہانی سنتی چلی گئیں، ان کے خاموش ہونے پر بولیں۔

"اب ایک چھوٹی سی کہانی میری بھی سن لیں"

"ہائیں! تو کیا امی جان .... آپ بھی کہانی سنائیں گی"

"ہاں! کیا کیا جائے... مجبوری ہے" انھوں نے کہا۔

"گویا آج کا دن کہانیاں سنانے کا دن ہے" فرزانہ بول اٹھی۔

"تب پھر ایک ایک کہانی ہم بھی سنائیں گے" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"بھئی واہ .... تب تو بچوں کا ایک رسالہ تیار ہو

جائے گا۔"

"حد ہو گئی .... ارے بھئی پہلے اپنی امی جان کی کہانی تو سن لو.... اس کے بعد اگر کوئی گنجائش رہ گئی تو تم ہمیں سنا لینا۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"ہاں! بھوکے کہیں کے۔" بیگم جمشید نے بھی تلملا کر کہا۔

"آپ نے ہمیں کیا کہا امی جان .... بھوکے کہیں کے۔"

"ہاں اور کیا.... بھئی کہانی سنانے کے بھوکے..... اور کیا۔"

"خیر یہ تو ہم مان لیتے ہیں .... کہانی سنانے کے بھوکے تو ہم ہو سکتے ہیں .... کیس حل کرنے کے بھوکے بھی ہم ہو سکتے ہیں.... دوسروں کی مدد کرنے کے بھوکے بھی ہم ہو سکتے ہیں.... لیکن کھانے پینے کے، دولت کے، اس دنیا کے بھوکے ہم ہرگز نہیں ہو سکتے۔"

"بس پڑ گئے تم تو بھوکے کے پیچھے.... امی جان کا یہ مطلب تو تھا بھی نہیں۔" فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ہاں اور کیا...." بیگم جمشید جلدی سے بولیں۔

"اچھا بیگم .... تم کہانی سناؤ۔"

"کہانی یہ ہے کہ جب ملاقاتی ہمارے گھر آیا تو میں اسی وقت کچھ چونک سی گئی تھی۔"

"کیوں! اس وقت ایسی کون سی بات ہو گئی تھی چونکنے والی۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر پوچھا۔

"آپ نے بھی تو چونک کر پوچھا ہے ابا جان۔"

"اب چونکنے کے پیچھے پڑ جاؤ۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"حد ہو گئی .... امی جان کی بات درمیان میں ہی رہ جاتی ہے۔" محمود بولا۔

"اوہ ہاں! امی جان کی کہانی .... امی جان کی زبانی .... تو واقعی رہی جاتی ہے .... لیجیے امی جان، اب میں درمیان میں ہرگز نہیں بولوں گا۔"

"تم اور درمیان میں نہیں بولو گے..... ارے میاں جاؤ۔" بیگم جمشید نے جھلا کر کہا۔

"کہانی سنے بغیر تو کہیں بھی نہیں جا سکیں گے ہم۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو پھر سنو.... جب وہ گھر میں داخل ہوا تھا... تو میں نے باورچی خانے کی کھڑکی کے سوراخ میں سے اس کی

طرف بغور دیکھا تھا.... اس نے غیر محسوس طور پر گھر کا
جائزہ لیا تھا.... مجھے اس وقت قدرے حیرت ضرور
ہوئی تھی.... لیکن میں نے الجھن محسوس نہیں کی تھی۔"

"خیر.... آگے کہو۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اب میں نہیں بولا.... ابا جان بولے ہیں۔"

"ہم ابا جان کی آواز پہچانتے ہیں۔" محمود نے گویا
اعلان کیا۔

"اب میں کہانی میں بریک نہیں لگا سکوں گی.... ورنہ
میرا باورچی خانے والا سارا کام دھرا کا دھرا رہ جائے
جائے گا.... وقت کا سارا حساب کتاب چوپٹ ہو جائے
گا.... اور گھر کے دوسرے تمام کام گڈ مڈ ہو جائیں گے۔
کیونکہ میں تمام کاموں کو عین وقت کے مطابق کرتی ہوں۔
یہی وجہ ہے کہ کھانے چند منٹ میں تیار کر سکتی ہوں۔"

"اور یہ اتنی لمبی چوڑی بات بتانے کے چکر میں کیا
وقت ضائع نہیں ہوا۔"

"کہانی سنانے کے لیے میں نے جتنا وقت مقرر کیا تھا..
یہ اسس میں شامل ہے.... لہذا فرق نہیں پڑے گا....
اب میرے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے.... لہذا جلدی جلدی
کہانی مکمل کرتی ہوں، جب وہ بے ہوش ہوا، اسس

وقت میں ضرور چونکی تھی.... پھر ڈاکٹر صاحب کو بلایا
گیا.... انھوں نے اس کی بے ہوشی کو نقلی قرار نہ دیا..
اور نقلی بے ہوشی کو تو خیر محمود، فاروق اور فرزانہ بھی
بھانپ لیتے ہیں.... لہذا میں نے سوچا.... اگر یہ شخص کسی چکر
میں ہے تو اپنی بے ہوشی میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے
اس نے ضرور کوئی ایسی چیز کھائی ہو گی کہ یہ واقعی بیہوش
ہو جائے اور جب اسے ہوش میں لایا گیا تو اس نے
یادداشت کھو جانے کا ڈرامہ رچایا.... اب میں اور زیادہ
چونکی۔ پھر تو میں اس کی طرف سے فکر مند ہو گئی....
یہاں تک کہ جب آپ لوگ چلے گئے تو میں نے اس
کی نگرانی کرنے کا پروگرام طے کر لیا.... اپنے کام وقت
سے بہت پہلے ختم کر لینے کے لیے مزید تیزی دکھانا
شروع کی.... یہاں تک کہ میں نے کافی وقت بچا
لیا.... اور جب ذہنی طور پر فارغ ہو گئی تو...." وہ
کہتے کہتے رک گئی۔

"تو کیا... آپ رک کیوں گئیں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اب میں وقت بچانے میں کامیاب ہوتی جا رہی ہوں۔
فکر نہ کرو۔" انھوں نے خوش ہو کر کہا۔ پھر کہنے لگیں۔

"آپ کے جانے کے بعد میں نے یہ ظاہر کیا کہ میں

گہری نیند سو گئی ہوں.... کیوں کہ میں نے زیرو کا بلب
جلا لیا تھا اور کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا...
لیکن میں نے اپنے بستر پر گاؤ تکیے کو سلا کر اس پر
چادر ڈال دی تھی.... اور خود بغلی دروازے سے نکل کر
اس کے کمرے کے دروازے پر آ گئی تھی....“

”بہت خوب! تم تو جاسوس بنتی جا رہی ہو۔“

”میرا وقت .... آپ درمیان میں نہ بولیں۔“

”اب میں بولے بغیر نہیں رہ سکوں گا.... تمام ٹائم ٹیبل
ادھر سے ادھر ہوتا ہے تو ہو جائے۔“

”ارے باپ رے.... آپ تو کر دیں گے سارا کام
خراب۔“

”سارا کام خراب ہوتا ہے یا آدھا۔ تم فوراً یہ کہانی
مکمل کرو....“ انھوں نے بے چین ہو کر کہا۔

”اچھی بات ہے.... میں نے دیکھا.... اس کے کمرے
کا دروازہ آواز کے بغیر کھلا، وہ دبے پاؤں باہر
نکلا.... اور فائلوں والے کمرے کی طرف بڑھا.... غالباً
اسے گھر کے بارے میں سب کچھ بتا دیا گیا تھا۔“

”ہوں.... پھر۔“

”اس نے کمرے کا دروازہ اپنے پاس موجود چابیوں

میں سے ایک چابی سے کھولا.... اور

”ایک منٹ بیگم.... کیا اس نے تالا پہلی ہی چابی سے
کھول لیا تھا۔“ انسپکٹر جمشید کے لہجے میں بلا کی حیرت
در آئی۔

”نہیں.... کئی چابیاں لگانے کے بعد کھلا تھا.... خیر وہ
اندر داخل ہو گیا.... اور اس نے دروازہ اندر سے بند
کر لیا۔“

”بہت خوب۔ پھر تم نے کیا کیا بیگم۔“

”وہی جو ایسے موقعوں پر آپ کرتے ہیں.... میں نے
فوراً اپنے کمرے میں جا کر اکرام کو فون کیا.... آواز سے
محفوظ سیٹ کے ذریعے.... سرگوشی میں اسے ساری بات
بتائی۔“

”اور پھر....“

اس کے بعد وہ فائلیں لے کر گھر سے نکلا.... اور اس
کے بعد کی کہانی اکرام سنائے گا۔“

”ارے.... تو تم نے اسے جانے ہی کیوں دیا تھا....
کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا ہوتا.... وہ قید ہو
جاتا۔“ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

”ہو سکتا ہے.... اس صورت میں وہ کوئی زہر کھا کر

خودکشی کر لیتا .... جس طرح کوئی چیز کھا کر وہ بے ہوش ہو گیا تھا...."

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"میں نے سوچا.... اس طرح اس کا راز معلوم کرنے میں بہت وقت ہو گی .... کیوں نا اس کا تعاقب کیا جائے۔"

"لیکن بیگم .... اس طرح فائلوں کے جانے کا تو خطرہ تھا۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں.... میں اس کا انتظام بھی کر چکی تھی.... فائلوں کی نقلی سیف کو آٹومیٹک سسٹم کے ذریعے آگے کر دیا تھا اور اصل الماری پیچھے چلی گئی تھی.... اس صورت میں بھلا مجھے فائلوں کی کیا فکر ہو سکتی تھی۔"

"ارے! تو وہ نقلی فائلیں لے گیا تھا.... لیکن ہمیں کیوں اندازہ نہیں ہوا۔"

"اس لیے کہ اس کے جانے کے بعد میں نے اصل الماری پھر آگے کر دی تھی اور اس کی فائلیں نقلی الماری میں رکھ دی تھیں۔"

"اور .... اس طرح آپ کا وقت ضائع نہیں ہوا۔" فاروق نے کہا۔

"میں بتا چکی ہوں کہ اپنا کام مزید تیزی دکھا کر پہلے

ہی مکمل کر لیا تھا۔"

"ہوں ... گویا اب ہمیں اکرام سے رابطہ کرنا ہوگا.... ویسے بیگم اس میں شک نہیں کہ تم نے بہت شاندار کام دکھایا ہے اور کہانی بھی بہت زبردست سنائی تم نے.... تمھارا شکریہ؟"

"ہائیں ... تو کیا اس میں شکریے کی بھی ضرورت ہوتی ہے.... اپنے دین کے لیے.... اپنی قوم کے لیے اور اپنے ملک کے لیے اگر کوئی کام کرے تو کیا اس کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔"

"نہیں بیگم .... ہم انسان اس کا شکریہ ادا کر ہی نہیں سکتے.... اس کی جزا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دیں گے، واقعی یہ بات یہی ہے۔" انھوں نے کہا۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی.... انھوں نے بے تابانہ انداز میں ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے اکرام کی آواز سنائی دی۔ آواز میں جوش تھا۔

"سر.... یہ آپ ہیں .... مم .... مجھے بیگم صاحبہ نے۔"

"وہ میں جانتا ہوں.... تم رپورٹ سناؤ۔"

"میں اس وقت اس عمارت کے سامنے موجود ہوں.... جس میں وہ گیا ہے۔"

"جلدی بتاؤ.... تاکہ ہم بھی وہاں آسکیں"

"عوذی بلڈنگ.... رنگ روڈ"

"شکریہ! انتظار کرو" وہ بولے پھر ان سے کہا۔

"آؤ بھئی....."

وہ اسی وقت عوذی بلڈنگ کے سامنے پہنچ گئے.... زیادہ سے زیادہ انھوں نے سات منٹ لگائے ہوں گے۔

"ہاں! اب کیا رپورٹ ہے"

"وہ ابھی اندر ہی ہے.... تین اور آدمی اندر جا چکے ہیں...."

"بہت خوب! گویا ان لوگوں کا کوئی اجلاس ہونے والا ہے یہاں — وہ بھی ان فائلوں کے سلسلے میں" وہ بڑبڑائے۔

"یہ چکر کیا ہے سر"

"ابھی میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتا.... بظاہر تو یہ فائلیں چرانے کا چکر لگتا ہے...."

"پھر اب ہم باہر کیوں کھڑے ہیں"

"ذرا دیکھو اکرام.... دروازہ اندر سے بند ہے یا کھلا"

اس نے آگے بڑھ کر دیکھا.... اور لوٹ آیا۔

"پائپ کے راستے اندر جانا ہوگا" اس نے بتایا۔

"آ گئی مصیبت" فاروق بولا۔

"بھئی کم از کم اس مصیبت سے تو نہ ڈرا کرو" محمود مسکرایا۔

"اکرام! تم اس طرف ہی ٹھہرو...."

"اچھی بات ہے سر"

وہ پچھلی طرف آئے.... عمارت کافی بلند تھی.... دو پائپ چھت تک جا رہے تھے، بلندی دیکھ کر فاروق نے کہا۔

"ارے باپ رے"

"چلو چلو.... زیادہ ایکٹنگ نہ کرو.... یہ پائپ تو تمھاری چند منٹ کی مار ہے"

"اور تمھاری گھنٹوں کی ہے" اس نے جل کر کہا۔

فاروق اوپر چڑھتا چلا گیا.... پھر نیچے پہنچ کر اس نے ایک دروازہ کھول دیا اور انھیں اندر بلا لیا۔ اکرام کو انھوں نے باہر ہی رہنے کی ہدایات دیں.... تاکہ باہر کی صورت حال بھی ان کے قابو میں رہے۔

اب وہ دبے پاؤں آگے بڑھے.... عمارت کے برآمدوں میں زیرو کے بلب روشن تھے۔ تمام کمرے تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے.... صرف ایک بڑے کمرے میں روشنی نظر آ رہی

نظر آ رہی تھی اور اس میں سے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی .... نزدیک پہنچ کر انھوں نے کان دروازے سے لگائے تو آوازیں صاف سنائی دینے لگیں .... دروازے میں کوئی سوراخ نہیں تھا.... اس لیے وہ اندر دیکھ نہ سکے۔

"حیرت ہے.... تم تو بہت آسانی سے فائلیں اڑا لائے "

"منصوبہ بندی ہی ایسی تھی .... انھیں شک ہو ہی نہیں سکا۔"

"خیر.... فائلیں کھولو "

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے دروازے پر دباؤ ڈالا.... وہ کھلتا چلا گیا.... کمرے میں موجود تمام لوگ اچھل پڑے .... پھر ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا.... ادھر وہ بھی کمرے میں موجود لوگوں کو دیکھ کر کچھ کم حیرت زدہ نہیں تھے۔

کہانی

کمرے میں دونوں جبار شاکر موجود تھے.... ان کے علاوہ پانچ آدمی اور تھے.... لیکن وہ غلاموں کی طرح کھڑے تھے.... جب کہ دونوں جبار شاکر شاہانہ کرسیوں پر بیٹھے تھے.... اب ان کی نظریں ان دونوں پر اور ان دونوں کی نظریں ان پر گڑی تھیں "

محمود.... اکرام کو بھی آواز دو.... یہ چارہ بور ہو رہا ہو گا "

"جی بہتر " محمود نے کہا اور وہیں سے منہ سے ایک خاص آواز نکالی .... جس کا مطلب تھا، ' آجائیں ۔ جلد ہی اکرام اندر آگیا... اس کے چہرے پر بھی حیرت پھیل گئی

" اب تم دونوں اپنی کہانی سناؤ گے .... یا میں تمھیں کہانی سناؤں دوستو " انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" بہتر تو یہی ہو گا.... کہ آپ ان سے پہلے ان کی کہانی

سن لیں۔"

"یہ بے چارے اب اپنی کہانی کیا سنائیں گے .... مجھے ہی سنانا ہوگی۔"

"چلیے پھر.... آپ سنا دیں۔"

"چھے ماہ پہلے .... جبار شاکر کی دولت میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا.... خفیہ اداروں نے مجھے اطلاع دی کہ یہ شخص ضرور کوئی ناجائز کاروبار کرتا ہے.... لہذا اس کی نگرانی کی جائے، میں نے دو سادہ لباس والے اس کی نگرانی پر لگا دیے.... لیکن نگرانی والے چکر کھا گئے.... کیوں کہ جب وہ یہ رپورٹ دیتے کہ جبار شاکر آج شام فلاں جگہ گیا ہے.... تو دوسرے دن اخبارات ان کے بیان کو غلط قرار دے دیتے.... کیونکہ اخباری خبر کے مطابق وہ اس جگہ اس وقت موجود نہ ہوتا.... بلکہ کہیں اور کسی تقریب میں ہوتا.... اس طرح سادہ لباس والے چکرا گئے اور انھوں نے اپنی رپورٹ مجھے پیش کی.... اب میں بہت سنجیدگی سے اس کی نگرانی کرانے پر مجبور ہو گیا.... ساتھ ہی میں نے اس کی فائل تیار کرنا شروع کر دی، اس فائل میں اس کے بارے میں جو کچھ ملتا رہا.... میں جمع کرتا رہا.... لیکن پھر شاید اس نے بھانپ لیا.... کہ میں اس کے پیچھے لگ گیا ہوں.... یا کسی ذریعے سے اس کو یہ رپورٹ

مل گئی ہوگی کہ میں اس کے خلاف فائل تیار کر رہا ہوں.... دراصل میں نے غلطی یہ کی کہ ایک میٹنگ میں اس کے بارے میں بتا بیٹھا.... وہاں موجود لوگوں میں سے کسی کے ذریعے اسے یہ خبر مل گئی....

دوسرے دن اس کی کچلی ہوئی لاش مل گئی.... جب مجھے پتا چلا تو میں نے سادہ لباس والوں سے پوچھا.... انھوں نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ جبار شاکر واقعی مارا گیا ہے.... لہذا مجھے وہ فائل بند کرنا پڑی.... لیکن یہاں ہمارے سادہ لباس والوں سے غلطی ہوئی تھی.... وہ اس کے گھر کی نگرانی کر رہے تھے.... جبار شاکر ضرور گھر کے اندر موجود تھا، لیکن وہاں اس کے غلام بھی موجود تھے.... اس کا یہ ہم شکل بھی موجود تھا.... جو شاید اس کا سگا بھائی ہے.... لیکن یہ راز کسی کو معلوم نہیں تھا۔ اب اس نے پہلے تو اپنے ہم شکل کو باہر بھیج دیا.... تاکہ سادہ لباس والے تو اس کے تعاقب میں نکل جائیں.... اس کے بعد اپنے ایک غلام کے چہرے پر اپنا میک اپ کیا.... اس کی جیبوں میں اپنے کاغذات ڈالے اور ایک گاڑی سے اسے کچل دیا۔ خود اپنے ہم شکل بھائی کے ساتھ فرار ہو گیا.... ہم شکل پہلے ہی سادہ لباس والوں کو دھوکا دے کر اس سے مقررہ

جگہ مل چکا تھا.... وہاں سے انھوں نے بذریعہ ہوائی جہاز راہ فرار اختیار کی اور ادھر اس کی لاش ملنے کی وجہ سے مجھے فائل بند کرنا پڑی.... یہ ہے کہانی" یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

"لیکن ابھی کہانی مکمل کہاں ہوئی ابا جان.... ابھی تو آپ فائل بند کرنے تک پہنچے ہیں"

"چھ ماہ گزارنے کے بعد اس نے سوچا.... وہ فائل کسی طرح حاصل کرنی چاہیے.... جس میں اس کے خلاف کچھ چیزیں میں جمع کر چکا تھا.... اس کے لیے دونوں بھائیوں نے یہ منصوبہ بندی کی.... پہلے تو ان میں سے ایک اپنے گھر پہنچا.... لیکن بیوی بچوں نے اسے جبار شاکر ماننے سے انکار کر دیا، وہ جانتا تھا، یہی ہو گا.... پھر وہ سردار لیاقت کی دعوت میں پہنچ گیا.... اور ادھر دوسرا بھائی ہمارے گھر پہنچا.... یہ جانتے تھے کہ میں انھیں پہچان لینے کے بعد چکر میں پڑ جاؤں گا کہ کون اصل ہے اور کون نقل اور یہ کہ یہ سب ڈرامہ کیا ہے اور اسی چکر میں یہ فائل لے اڑیں گے، اور ایک بار پھر غائب ہو جائیں گے.... اس مرتبہ کافی مدت غائب رہنے کے بعد نئے میک اپ میں آئیں گے اور نئی جگہ رہائش اختیار کریں گے.... تاکہ نہ رہے بانس

نہ بجے بانسری.... یہ ہے کل کہانی.... لیکن یہ دونوں ایک بات بھول گئے اور وہ یہ کہ جرم چھپ نہیں سکتا.... اس غریب کے خون کو بھی تو آخر رنگ لانا تھا نا.... وہ بے چارہ..... جس کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا.... اور نہ جانے کسی ذریعے سے اسے خوف زدہ کر کے اس نے غلام بنایا ہوا تھا.... جس طرح یہ لوگ.... غلام نظر آ رہے ہیں.... جب ہم ان کی کہانیاں سنیں گے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح اس کا غلام بنا ہو گا.... اب یہ بھی سن لو.... چھ ماہ پہلے تک یہ کیا کرتا رہا ہے.... اس قدر دولت مند یہ کیوں کر بن گیا تھا.... بڑے بڑے لوگوں کو بلیک میل کرنا اس کا کاروبار رہا ہے.... بڑے بڑے بلیک میل ہونے والوں میں سے ہی ایک شخص نے خفیہ طور پر مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا اور یہ کہانی سنائی تھی.... اس روز سے ہی میں نے اس کی نگرانی کرائی تھی.... یہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ اس کے بارے میں کوئی کسی کو کچھ نہیں بتائے گا۔"

"لیکن ابا جان! اگر امی جان یہ کام نہ دکھاتیں تو یہ تو پھر نکل گئے تھے" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"یہ بات نہیں.... میری خفیہ فورس کے کچھ لوگ ہمارے

گھر کی اب ہر وقت نگرانی کرتے ہیں .... چاہے ان کی ڈیوٹی
لگائی جائے یا نہ۔ جس وقت یہ فائل لے کر نکلا ہوگا....
اس وقت اس کا تعاقب کیا گیا ہوگا اور اس وقت خفیہ
فورس کے دو آدمی ضرور باہر موجود ہوں گے.... انھوں نے
چوں کہ مجھے آتے ہوئے دیکھ لیا، اس لیے سامنے نہیں آئے،
ورنہ وہ اس وقت تک ان کے خلاف کارروائی کرچکے ہوتے،
ٹھہرو.... میں ابھی تمھیں دکھاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے منہ سے ایک خاص قسم کی آواز
نکالی.... فوراً دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی اور ایک منٹ
کے اندر خفیہ فورس کے دو نوجوان اندر داخل ہوئے۔

"یس سر" اس نے کہا۔

"تم نے دیکھا.... مطلب یہ کہ تمھاری امی نے بھی خوب
کام دکھایا ہے.... لیکن اگر ان سے چوک ہو جاتی تو یہ
پھر بھی نہیں بچ سکتے تھے.... ان کے برے دن آ چکے
ہیں.... بہت دولت سمیٹ لی...."

"اور وہ ارشاد حاتم...."

"اس نے کوئی چکر نہیں چلایا.... رقم واقعی قرض لی
تھی.... دینے کا ارادہ رکھتا تھا یا نہیں.... یہ معلوم نہیں۔
بہرحال جبار شاکر کے پاس تو بے تحاشہ دولت تھی....

اپنی بیوی کے بھائی کے لیے دولت نہ دیتا تو اور کس
کے لیے دیتا.... وہ اپنے ہوٹل میں غلط دھندے کرتا
اور کراتا ہے، یہ الگ معاملہ ہے.... اس کی چیکنگ بھی
کر لیں گے.... لیکن قتل اور بلیک میلنگ سے اس کا
کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"اب ذرا یہ بھی بتا دیں کہ آپ کو شک کس طرح ہوا؟"

"مجھے تو جبار شاکر کو دیکھ کر ہی شک ہو گیا تھا....
چھے ماہ کے دوران دونوں کے چہروں پر ڈاڑھی آ جانے
کی وجہ سے فوراً پہچاننے میں ضرور دقت ہوتی ہے، لیکن
بغور دیکھنے پر فوراً پتا چل جاتا ہے کہ سامنے کون ہے۔
پہلی نظر میں میں نے ملاقاتی کو نہیں پہچانا تھا.... لیکن پھر
جب اس نے بات شروع کی تو میں چونکا.... کیوں کہ آواز
میرے ذہن میں نقش تھی.... میں جان گیا کہ یہ جبار شاکر ہے،
ادھر جب میں سردار حیات کے گھر پہنچا تو وہاں ایک اور
جبار شاکر موجود تھا.... میں حیران رہ گیا، کیوں کہ ایک
جبار شاکر کے بارے میں تو مجھے معلوم تھا.... لیکن یہ
دو بھی ہو سکتے ہیں.... اس کا مجھے بھی اندازہ نہیں تھا۔"

"تو کیا چھے ماہ پہلے جب جبار شاکر کی لاش ملی تھی....
اس وقت آپ نے لاش کو دیکھا تھا؟"

"نہیں! ہم ان دنوں کسی کیس کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے.... اس لیے میں لاش کو نہیں دیکھ سکا تھا۔ واپسی پر جب یہ معلوم ہوا تو میں نے اس کی فائل پر کام بند کر دیا... جب میں سردار لیاقت کے ہاں دوسرے جبار شاکر سے ملا اور میں نے اسے بتایا کہ ایک عدد جبار شاکر میرے گھر میں بھی موجود ہے تو وہ بہت حیران ہوا اور اس نے یہ جملہ کہا کہ وہ مجھ سے ملاقات کے لیے کیوں آیا ہے.... یہ بات بہت عجیب تھی.... اس کا اگر اس سے کوئی تعلق نہیں تھا تو اسے کس طرح معلوم ہو سکتا تھا کہ .... دوسرا مجھ سے ملاقات کے لیے آیا ہے.... اس لیے اس جملے نے مجھے چونکا دیا تھا.... اور میں اسی وقت جان گیا تھا کہ یہ دونوں مل کر چکر چلانا چاہتے ہیں.... بس یہ ہے کل کہانی۔"

"انسپکٹر جمشید.... تمھاری تمام باتیں بالکل درست ہیں، بس ایک بات ٹھیک نہیں...." ایک جبار شاکر نے ہنس کر کہا۔

"اور وہ کیا ہے؟"

"یہ کہ بس یہ ہے کل کہانی۔"

"تو کیا کہانی ابھی باقی ہے۔"

"ہاں! بالکل.... کہانی ابھی ختم کہاں ہوئی ہے۔"

"تو پھر.... آپ بتائیں.... کہانی میں اور کیا باقی ہے۔"

"یہ پوری عمارت اس وقت میرے غلاموں میں گھری ہوئی ہے.... اس کمرے میں تم لوگوں کو صرف تین غلام نظر آ رہے ہیں.... لیکن یہاں پچاس کے قریب مسلح آدمی موجود ہیں اور اس وقت تم لوگ ان کی زد پر ہو.... اگر یقین نہیں تو اس کمرے کی دیواروں میں بنے سوراخوں کو دیکھ لو.... اب ہر سوراخ میں پستول کی ایک نال صاف نظر آئے گی، ہر سوراخ کے اوپر ایک باریک سوراخ ہے.... اس میں سے غلام اندر کا منظر صاف دیکھ رہے ہیں.... اب تم خود بتاؤ.... کہانی ختم ہو گئی ہے یا ابھی جاری ہے.... یہ کہانی تو ختم ہو گی تم لوگوں کی موت پر.... کیوں کیسی رہی۔"

انسپکٹر جمشید نے پرسکون انداز میں کمرے کا جائزہ لیا.... مجرم کی بات بالکل درست تھی.... لیکن اس سے پہلے انھوں نے سوراخوں کی طرف دھیان نہیں دیا تھا، محمود، فاروق اور فرزانہ کا رنگ اڑ گیا.... کیوں کہ اس وقت وہ مجرم سے بھی کافی فاصلے پر کھڑے تھے۔

"اُف مالک! یہ تو پانسہ پلٹ گیا۔" فاروق نے کانپ کر کہا۔

"ہا ہا ہا" مجرم نے قہقہہ لگایا۔ پھر ایک دم بریک لگا کر اس نے کہا۔

"اب.... یہاں سے رخصت ہونے کی تیاری کرو.... اصل کہانی یہ نہیں.... کہ میں فائل اڑانے کا منصوبہ بنانے آیا تھا.... اصل کہانی تو یہ ہے کہ فائل ترتیب دینے والے کو ختم کر دیا جائے.... ورنہ فائل تو یہ پھر تیار کر لیتا.... لیکن اب ان چاروں کی موت کے بعد.... مجھے کوئی خوف نہیں ہوگا.... میں اس ملک میں بے فکر ہو کر رہ سکوں گا۔"

"ہوں!.... تو یہ تھا تمہارا منصوبہ۔" انسپکٹر جمشید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! مجھے فائل سے زیادہ تمہاری فکر تھی.... تمہیں کسی طرح جال میں پھانسنا تھا.... اور تم اس منصوبے کے جال میں آ گئے....۔" اس نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"نہیں میرے دوست! میں جال میں نہیں آیا۔" انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرائے۔

"کیا مطلب؟"

"اپنے ساتھیوں سے کہو.... ہم پر فائر کریں۔"

"وہ تو انہیں کرنا ہوگا.... بھون ڈالو بھئی انہیں۔"

اس نے کہا۔

لیکن جواب میں ایک بھی فائر نہ ہوا۔

"یہ.... یہ.... یہ کیا۔"

"یہ وہی جس کا میں ذکر کر رہا تھا.... تم ہار گئے ہو۔ میرے عیار مجرم.... میں نے تمہاری واپسی کا چھ ماہ تک انتظار کیا ہے.... میں جانتا تھا.... تم آؤ گے ضرور.... یہ خیال مجھے پہلے ہی تھا کہ جس کی لاش ملی ہے.... وہ جبار شاکر نہیں ہو سکتا.... جبار شاکر پیدل چلتا کب تھا.... اور آدمی پیدل چلنے والے کچلے جاتے ہیں.... تم نے اس پہلو پر قطعاً دھیان نہیں دیا.... جب کہ میں نے یہ اندازہ اسی وقت لگا لیا تھا.... اور میں جان گیا تھا تم ایک دن واپس آؤ گے.... لہذا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں نے تمہارے مقابلے کے لیے کوئی تیاری نہ کی ہو گی.... اب دیکھ لو.... تمہارے غلام اس قابل نہیں ہیں کہ ہم پر ایک گولی بھی چلا سکیں۔"

"آخر.... کیسے؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ایسے کہ میری خفیہ فورس بھی تو شروع سے پیچھے ہے.... تم نے چھ ماہ جہاں گزارے.... وہاں کی خبریں بھی مجھے

ملتی رہی ہیں۔"

"اوہ .... نہیں۔"

"میرے پاس ان خبروں کا پورا ریکارڈ ہے .... تم وہ حوالات میں بیٹھ کر پڑھ لینا .... تمھارے تمام غلام گرفتار کر لیے گئے ہیں .... اب تم بھی خود کو قانون کے حوالے کر دو .... آ جاؤ بھئی اندر۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی خفیہ فورس اندر داخل ہو گئی .... مجرم کا رنگ اب بالکل سفید پڑ گیا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے اب سرخی کی کوئی جھلک اس کے چہرے پر کبھی نہیں آ سکے گی۔

"یہ کیس منصوبہ کا جال تھا ..... یا جال کا منصوبہ۔" فاروق نے فکر مندانہ انداز میں کہا۔

"یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آئی کہ ہم شکل اس کا سگا بھائی ہے یا ..... اتفاقی طور پر ایسا ہے۔"

"نہیں .... وہ سگا بھائی ہے .... بچپن میں گھر سے بھاگ گیا تھا .... اس کی بری صحبت نے دوسرے بھائی کو جرم کے راستے پر لگایا .... دونوں نے اپنے گھر والوں تک کو نہیں بتایا تھا کہ وہ اب بھی دو ہیں .... ایک نہیں۔"

"سوال یہ ہے کہ اس کیس کا سہرا کس کے سر بندھے گا۔"

فرزانہ بولی۔

"امی جان کے سر کیا رہے گا۔" فاروق نے کہا۔

اور ان کی ہنسی نکل گئی .... گھر جا کر جب انھوں نے یہ بات بیگم جمشید کو بتائی .... وہ انھیں مارنے کے لیے دوڑ پڑیں .... لیکن بھلا وہ ان کے ہاتھ آنے والے تھے کہیں۔

لکی نمبرز
پر ۲۰۰۰ روپے کے نقد انعامات

○ اس ماہ شائع ہونے والے ناول "خونیں ڈراما"، "فراڈ"، "شاہزادے کا اغوا" اور "عیار" کے سرورق کی بیک پر لکی نمبر درج ہے۔

○ اب آیندہ بھی ہر ماہ شائع ہونے والے ہر نئے ناول پر لکی نمبر درج ہوا کرے گا۔

○ آپ اپنا ناول خرید کر اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ ہو سکتا ہے، لکی نمبر آپ کا ہی نکل آئے۔

○ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہر ناول کے لکی نمبر کا اعلان کیا جائے گا اور ہر ناول کے لکی نمبر پر آپ کو پانچ سو روپے کا نقد انعام ملا کرے گا۔

○ اس ماہ شائع ہونے والے ناولوں کے لکی نمبرز کا اعلان آیندہ ماہ کے ناولوں میں کیا جائے گا۔ آیندہ ماہ کے ناولوں کے حصول کے لیے اپنا آرڈر قریبی بک سٹال پر نوٹ کروائیں یا پھر ادارے کو خط لکھیں۔

فائدے کی بات

○ ان شاءاللہ آیندہ ماہ آپ ناول "آگ ہی آگ" (۱۰ روپے)، "چور دروازہ" (۱۰ روپے)، "اڑتی لاش" (۱۰ روپے)، "سب سے بڑا ڈاکا" (۱۰ روپے) "آئینِ بے وفائی" (۵، روپے)، "توپ کی چوری" (۱۰ روپے) اور "بیس سال بعد" (۱۰ روپے) پڑھیں گے۔

○ ان تمام ناولوں کی کل قیمت ۱۳۵ روپے بنتی ہے، لیکن براہِ راست ادارے سے منگوانے پر آپ کو یہ تمام کتب ۱۰۵ روپے کی ملیں گی۔

○ اگر آپ اشتیاق احمد کے نئے ناول "آگ ہی آگ"، "چور دروازہ"، "اڑتی لاش" اور "سب سے بڑا ڈاکا" منگوانا چاہتے ہیں تو ادارہ آپ سے ۴۰ روپے کی بجائے ۳۱ روپے وصول کرے گا۔ ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جاتے ہیں۔

○ پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے ۵ روپے زائد وصول کرے گا — اس طرح بھی آپ کو ناول گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ نئے چار ناولوں پر ۴ روپے اور مکمل سیٹ پر ۲۵ روپے کی بچت ہو گی۔

○ ہے نا فائدے کی بات — خط لکھ کر آرڈر نوٹ کروائیں — شکریہ!

آرڈر بھیجنے کا پتا:

اشتیاق پبلی کیشنز، ۹/۱۲ نصیر آباد، سانده کلاں، لاہور (فون: ۳۲۱۵۴۷)